سیّدنا عُمر فارُوق رضی اللہ عنہ

کی زندگی کے

سُنہرے واقعات

عبدالمالک مجاہد

www.KitaboSunnat.com

دارالسلام
DARUSSALAM

اسلامی کتب کا نیا انداز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔

- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی کے سنہرے واقعات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی کے سنہرے واقعات

عبدالمالک مجاہد

دارُالسّلام
کتاب وسُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ریاض ● جدہ ● شارجہ ● لاہور ● کراچی
اسلام آباد ● لندن ● هیوسٹن ● نیویارک

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں

دارُالسّلام
کتاب وسُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
DARUSSALAM

سعُودی عرَب (ہیڈآفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4033962-4043432 1 00966 فیکس: 4021659
info@darussalamksa.com riyadh@darussalamksa.com
www.darussalamksa.com

- الریاض۔ العلیا۔ فون: 4614483 01 فیکس: 4644945
- الملز فون: 4735220 01
- سویلم فون: 2860422 01
- مندوب الریاض: موبائل: 0503459695
- قصیم (بریدہ): فون / فیکس: 3696124 06 موبائل: 0503417156
- مکہ مکرمہ: موبائل: 0502839948
- مدینہ منورہ فون: 8234446 04 فیکس: 8151121 موبائل: 0504296740
- جدہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270
- الخبر فون: 8692900 03 فیکس: 8691551
- ینبع البحر فون / فیکس: 3908027 04
- خمیس مشیط فون / فیکس: 2207055 07

شارجہ فون: 5632623 6 00971 امریکہ ہوسٹن: 7220419 713 001 ● نیویارک: 6255925 718 001
لندن فون: 4885 539 208 0044 آسٹریلیا فون: 4040 9758 2 0061

پاکستان ہیڈآفس ومرکزی شوروم

36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون: 37232400-37240024-37324034 42 0092 فیکس: 37354072 موبائل: 0322-8484569
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

- غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 37120054 فیکس: 37320703 موبائل: 0321-4439150
- Y-260 بلاک کمرشل ایریا، فیز III ڈیفنس، لاہور فون: 35692610 موبائل: 0321-4212174

کراچی مین طارق روڈ، (D.C.HS / 110,111-Z) ڈالمن مال سے (بہادر آباد کی طرف) دوسری گلی، کراچی
فون: 34393936 فیکس: 34393937 موبائل: 0321-2441843

اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون / فیکس: 2281513 موبائل: 0321-5370378

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

اللہ کے نام سے (شروع) جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

© مكتبة دار السلام ،١٤٣٢هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
مجاهد ، عبدالمالك
قصص ذهبية من حياة سيدنا عمر الفاروق رضي الله عنه/ عبدالمالك مجاهد - الرياض ، ١٤٣٢هـ
ص:٣١٩، مقاس ١٧ x ٢٤ سم
ردمك: ٩٧٨-٦٠٣-٥٠٠-١٤٥-٨
(الكتاب باللغة الأردية)
١-عمر بن الخطاب بن نفيل ، ت ٢٣ هـ ٢-التاريخ الإسلامي- عصر صدر الاسلام أ.العنوان
ديوي ٢٣٩،٩ ١٤٣٢/٧٩٤٣

رقم الإيداع: ١٤٣٢/٧٩٤٣
ردمك: ٩٧٨-٦٠٣-٥٠٠-١٤٥-٨

فہرست عناوین

موضوع	صفحہ نمبر
عرض ناشر	15
سیدنا عمر فاروق ؓ کے جد امجد کا خصوصی مقام	18
سخت گیر والد	19
سیدنا عمر فاروق ؓ کی شکل وشباہت	20
چالیسواں مسلمان	21
سیدنا عمر فاروق ؓ کے والد کی بتوں سے شدید محبت	21
سیدنا عمر فاروق ؓ کا لڑکپن اور جوانی	22
عائلی زندگی	23
ایک دانا اور بہادر خاتون سے شادی	24
حالت اسلام میں شادیاں	24
آل رسول سے رشتہ داری	25
جفا سے وفا کی طرف	26
بہن اور بہنوئی کے قبول اسلام پر ردعمل	28
آسمان میں فیصلہ	28
سیدنا عمر ؓ کی مردم شناسی	31
اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضری	32
قریش کو سیدنا عمر فاروق کے اسلام لانے کی اطلاع	33
دفاع اسلام میں سیدنا عمر کی کوششیں	34
دو بڑے اعزاز	34
راہ حق میں سیدنا عمر ؓ کی استقامت	35
دنیا کی سب سے قیمتی چیز	35
فاروق کا لقب	36
سیدنا عمر ؓ کے مسلمان ہو جانے سے دعوت کے کام پر اثرات	36
سیدنا عمر فاروق ؓ کی تواضع	37
سیدنا عمر فاروق ؓ کا علم	38
سیدنا صہیب رومی ؓ کا بیان	38
سیدنا عمر فاروق ؓ کا سفر ہجرت	39
سیدنا عمر فاروق کی فراست	40
تیرے لیے اللہ ہی کافی ہے	41
سیدنا عمر فاروق ؓ کی دور اندیشی	42
بے سود ریاضت پر اظہار تأسف	44
اطاعت رسول ﷺ میں مستعدی	45
غزوہ احد میں دشمن کو مسکت جواب	46
سیدنا عمر فاروق ؓ کا رعب ودبدبہ	47
سیدنا عمر ؓ اور ابو جندل	48
سیدنا عمر ؓ کا امتیازی کردار	49
اسلام دشمنوں کے لیے ننگی تلوار	50
سیدنا عمر ؓ کی دانشمندانہ رائے	52

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عناوین

موضوع	صفحہ نمبر
غزوہ حنین میں سیدنا عمر ؓ کی ثابت قدمی	54
خیر کے کاموں میں سبقت	55
سیدنا عمر فاروق بحیثیت راوی حدیث	56
سیدنا عمر فاروق ؓ کا سلسلہ نسب اور کنیت	56
سیدنا عمر ؓ کے لیے رسول اللہ ﷺ کا تحفہ	57
سیدنا عمر کی فقہی بصیرت	58
بیٹے کی حوصلہ افزائی	60
جنت کے محل کی بشارت	60
اپنی جان سے بڑھ کر عزیز	61
قرآن کریم کی تدوین	62
دور جاہلیت میں عمر ؓ کی خوبیاں	63
سیدنا عمر ؓ سے شیطان کی مرعوبیت	64
بہترین انتخاب	65
شہادت کے لیے دعا	65
نیک شگون	65
ابو مسلم خولانی کے بارے میں سیدنا عمر کے جذبات	66
آج کسی انسان کی حاکمیت نہیں	66
تراشے	67
معاذ ؓ کی یمن سے واپسی پر سیدنا عمر ؓ کی رائے	68

موضوع	صفحہ نمبر
نبی کریم ﷺ کی وفات کا صدمہ	70
سیدنا عمر فاروق کا قائدانہ کردار	72
سیدنا عمر فاروق ؓ کی نامزدگی کے لیے مشاورت	74
سیدنا صدیق اکبر ؓ کی وصیت	76
جا کر گھر کی خبر لو	78
سیدنا عمر فاروق ؓ کی قیمتی نصیحتیں	79
سیدنا عمر فاروق ؓ کا انداز خطابت	79
سیدنا عمر فاروق ؓ کی سیاسی حکمت عملی	80
عہد فاروقی میں اسلامی ریاست کی حدود	80
پہلا خطبہ خلافت	81
اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی طرف	82
بادشاہ اور خلیفہ میں فرق	83
اصلی مساوات	84
یہ مال تمہارے باپ کی کمائی کا نہیں	85
اسلام میں کوئی زبردستی نہیں	86
عیسائی غلام سے حُسن سلوک	86
خدام کے ساتھ برتاؤ	87
کافر سپہ سالار سے ایفائے عہد	88
غیر مسلموں کو امان نامہ	89

موضوع	صفحہ نمبر
اسلام کی عزت ہمارے لیے کافی ہے	90
سرکاری اہل کاروں کا محاسبہ	92
یہودیت سے بیزاری اور حنفیت سے وابستگی	92
بے مثال نظام حکومت	93
دشمن کے ساتھ عمدہ سلوک	94
دانش مندانہ پالیسی	94
امیر المؤمنین کا مشاہرہ	96
سن ہجری کا آغاز	97
محاسبہ نفس کا ایک اور انداز	98
بعد کے خلفاء کو مشقت میں ڈال دیا	99
حدود حرم کا احترام	100
مضروب کو راضی کرو یا قصاص دو	102
اچھے اور برے حکمران کا فرق	103
تراشے	103
کسریٰ کا لباس ایک بدو سردار کے جسم پر	104
امیر المؤمنین کا لقب	105
بیت المال کی اونٹنی کا دودھ	106
بیت المال کا شہد	106
رعایا کے سامنے جوابدہی	107

موضوع	صفحہ نمبر
اللہ کے رسول ﷺ کا غایت درجہ احترام	108
جو مشرق سے مغرب تک کے فرمانروا تھے	109
زہد اور تقویٰ	110
تراشے	110
سیدنا عمر ؓ کے اقوال زریں	111
تراشے	112
اجتہادی آراء کا احترام	113
کلمہ حق کہنے والے کی حوصلہ افزائی	113
اللہ کی نعمتوں سے استفادہ زہد کے منافی نہیں	114
گورنروں کے وظائف	115
سیدنا عمر فاروق کی رائے اور تائید الٰہی	116
بے حد فروتنی اور سادگی	116
سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کا احترام	117
امیر المؤمنین کے بیٹے کا اونٹ	118
بیٹی کو تنبیہ	118
اہل خانہ کی تربیت	119
بیٹے پر سیدنا اسامہ بن زید ؓ کو ترجیح	119
اللہ کا خوف اور خشیت	120
بیٹے کو تجارت کی ترغیب	120

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عناوین

موضوع	صفحہ نمبر
اُم سلیط کی قدردانی	121
ازواج مطہرات سے حسن سلوک	122
سیدنا علی بن ابی طالب ؓ اور ان کی اولاد کی توقیر	124
صدقے کے اونٹوں کی خدمت	125
فخر وغرور سے نفرت	125
عبداللہ بن عباس ؓ سے محبت	126
سیدنا عبداللہ بن عباس کا علمی مقام ومرتبہ	127
وفاداری کا صلہ	128
امانت کا شدید احساس	129
عہد فاروقی میں عورتوں کا مرتبہ ومقام	130
سرِ راہ عورت سے گفتگو پر سرزنش	131
بیت المال کے قرض سے گریز	132
مجاہدین کی ڈاک	134
شہید بیٹوں کا وظیفہ ان کی ماں کے نام	135
مجاہدین کے گھرانوں کی سرپرستی	135
ہند بنت عتبہ کی گواہی	136
سیدہ خولہ بنت ثعلبہ ؓ اور سیدنا عمر فاروق ؓ	137
سیدنا ابوبکر ؓ اور سیدنا عمر فاروق ؓ میں فرق	138
رسول اللہ ﷺ کا خواب	139

موضوع	صفحہ نمبر
سیدنا علی ؓ بطور مشیر خاص	139
اے عمر! اللہ سے ڈرتے رہنا	140
تراشے	141
خزانے کی مساویانہ تقسیم	142
اصلاحات عمر	142
مجوسی غلام کی دھمکی	143
انصاف اور بے خوفی	144
دنیا انہیں مائل نہ کرسکی	144
کیا میں خائن حکمران بن جاؤں؟	145
سیدنا عمر فاروق ؓ کے ہاں آدمی کو جانچنے کا معیار	146
اس مہم کے لیے میں حاضر ہوں	147
دنیا وآخرت کے ساتھی	147
عدی بن حاتم ؓ کی تحسین	148
ماں کا فرمانبردار مجاہد	149
اویس قرنی رحمہ اللہ سے دعا کی درخواست	150
نصیحت قبول کرنے کا حوصلہ	151
سیدنا عمر فاروق اور عبداللہ بن حذافہ ؓ	152
بیت المقدس کی فتح کے موقع پر فراخدلانہ طرزِ عمل	154
ایک غلام کی قریشی عورت سے شادی	155

موضوع	صفحہ نمبر
قبولِ اسلام میں سبقت کرنے والوں کو ترجیح	156
ایک زخم خوردہ مجاہد کی عزت افزائی	156
سیدنا علی ؓ کے سر کو بوسہ	157
عورتوں کے حقوق	158
سیدنا عمر ؓ کی دِلی آرزو	159
زہد اور تقوی	159
ایک میت کے بارے میں گواہی	160
سیدنا عمر ؓ کا رعب ودبدبہ	161
تراشے	161
اولاد رسول ﷺ کی تکریم	162
بیٹے کا احتساب	163
عسکری قوانین کی ابتدا	164
آخرت کے لیے فکرمندی	165
شہروں میں سرکاری چراگاہیں	166
غلامی کے خاتمے کی کاوش	167
عیینہ بن حصن کی بے بسی	168
ابوسفیان ؓ اور ان کا مکی گھر	168
شریک حیات کے انتخاب میں جذبات کا احترام	169
تراشے	169

موضوع	صفحہ نمبر
اپنی صحت کا خیال نہ رکھنے پر تنقید	170
بچوں کی تربیت	170
بچوں پر شفقت	171
ایک شرابی کو نصیحت	172
ایسی چال ترک کردو!	173
سیدنا عمر کی خود احتسابی	173
تراشے	174
ایک پتھر ہے نقصان دے سکتا ہے نہ نفع!	175
بیٹے کا مال بیت المال میں جمع کرنے کا حکم	176
خلیفہ کے لیے متفقہ لقب	177
خلیفہ کے اخراجات کی حد	178
اسباب کو اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں	178
آثارِ انبیاء کو مساجد کا درجہ دینے کے نقصانات	179
بیعت رضوان والے درخت کی کٹائی	179
فتنوں کی بیخ کنی	180
اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے	181
تراشے	181
نمازوں میں خشوع وخضوع	182
نمازوں کا اہتمام	183

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

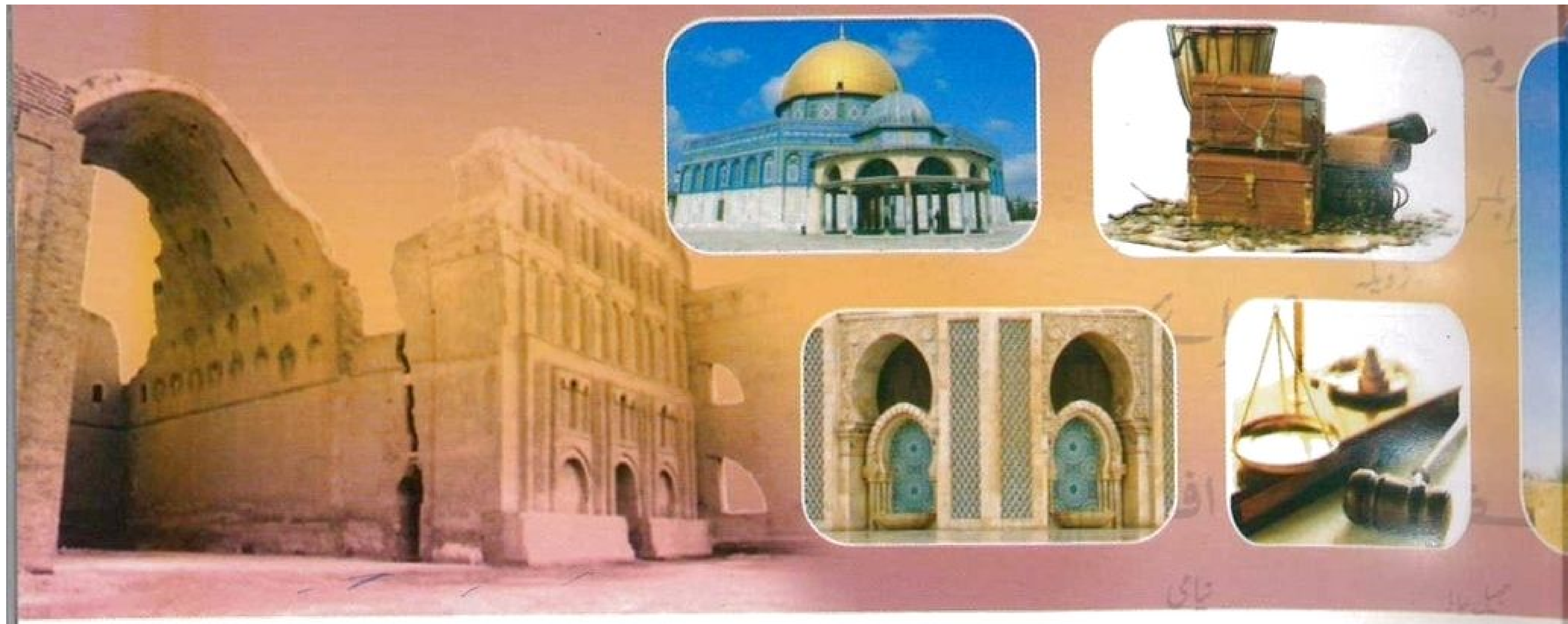

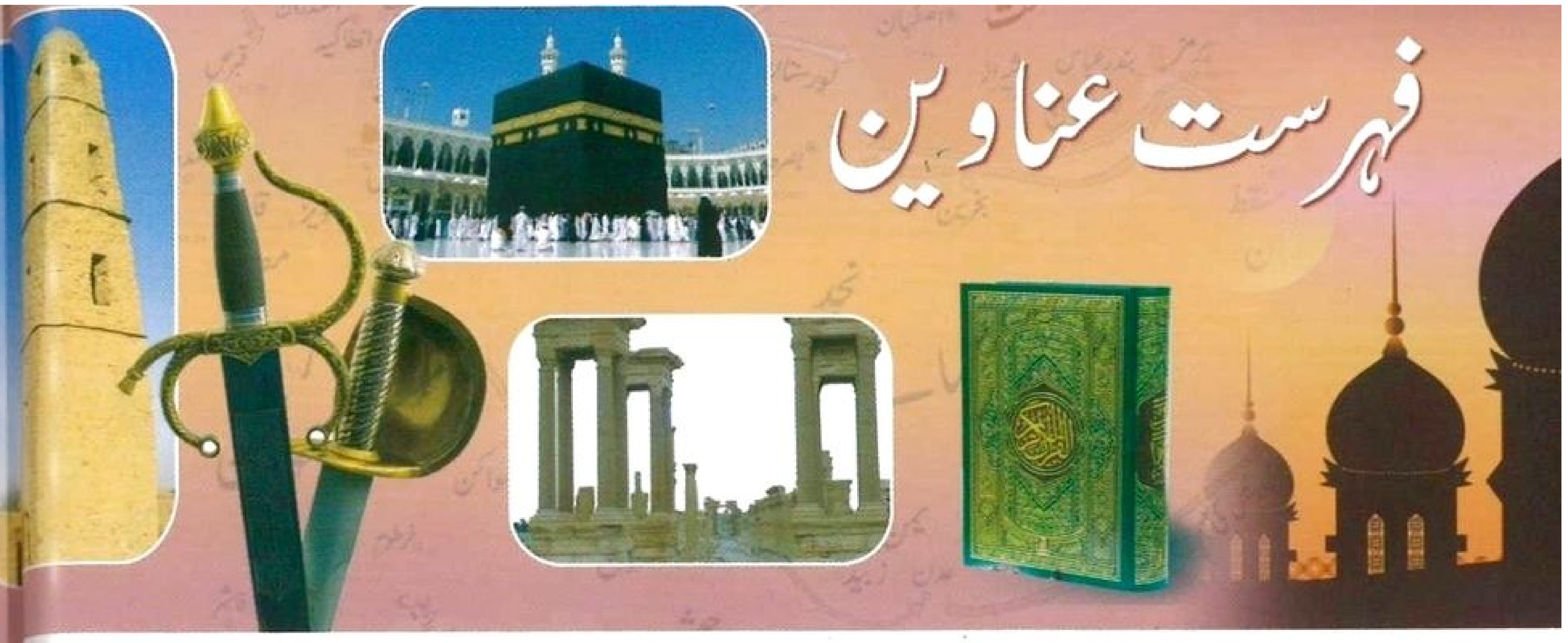

فہرست عناوین

موضوع	صفحہ نمبر
نماز جمعہ کا اہتمام	183
اتباع نہ کہ اختراع	184
رسول اللہ ﷺ کا خواب	184
مسجد رسول اللہ ﷺ کا احترام	185
رسول اللہ ﷺ کے احکامات کا احترام	186
عمر فاروق ؓ کا احساس ذمہ داری	187
نماز تہجد کا اہتمام	188
تہجد کی قضا	188
سیدنا عمر فاروق کی آرزوئیں	189
ملکہ روم کا سیدنا عمر ؓ کی بیوی ام کلثوم ؓ کو تحفہ	190
باجماعت نماز تراویح	192
سیدنا عمر فاروق ؓ کا ذوق عبادت	193
اجتہاد	193
اسلام کی پہلی سرکاری مضاربت	194
تراشے	195
سیدنا عمر فاروق ؓ اور حج	196
رسول اللہ ﷺ کا خواب	196
گرانی کی روک تھام	197
ذخیرہ اندوزی کا انسداد	197

موضوع	صفحہ نمبر
تجارت اور بازاروں کی خبر گیری	198
ادھار کی صورت میں سونے چاندی کا تبادلہ سود ہے	199
ذخیرہ اندوزی کی ممانعت	200
تراشے	201
تجارتی اصلاحات کی تنفیذ	202
تجارتی نظام کی سخت نگرانی	203
تراشے	203
آسمان سے سونے چاندی کی برسات نہیں ہوگی	204
مسلمانوں کی سرکردہ شخصیات کو تجارت کی ترغیب	204
محنت اور کمائی کی ترغیب	205
ماہرین فن کی عزت افزائی	206
اہل کمال کی قدردانی	207
دو آدمی دو ہزار کے برابر	207
ریکارڈ رکھنے کی ابتدا	208
تراشے	209
نومولودوں کے وظیفے کا اجرا	210
یتیموں کی خبر گیری	210
جانور کو پسینہ آنے پر اظہار ملال	211
وہ تمہیں دیکھ تو نہیں رہے	212

موضوع	صفحہ نمبر
کوتاہی کا تدارک	213
کیا تم قیامت کے دن میرا بوجھ اٹھاؤ گے؟	214
امیر المؤمنین! اپنے دوست کو بیٹے کی خوشخبری سنایئے!	216
تراشے	217
سیدنا عمر ؓ اور علی ؓ کے درمیان مکمل ہم آہنگی	218
رفاہی حکومت	219
امت کے چار قاضی	219
انصاف پسند حکمران	220
حاضر جوابی اور معاملہ فہمی	221
اسماء الرجال کے علم کی بنیاد	221
دوسروں کی رائے کا احترام	222
دین اور دنیا ساتھ ساتھ	223
سیدنا عبداللہ بن عباس کی قرآن فہمی	224
غوطہ خور! غوطہ لگا!	225
سیدنا عباس بن عبدالمطلب ؓ کا احترام	226
ابن عباس ؓ کے کمالات	226
تراشے	227
عہد فاروقی میں علم کے سرچشمے	228
علماء کا احترام	228

موضوع	صفحہ نمبر
علم کی اشاعت و ترویج	229
مساجد کی تعمیر	230
علمی مراکز کی تعمیر	231
تعلیم دین میں مسجد کا کردار	231
حصول علم بھی عبادت ہے	232
فن خطاطی اور املاء کا اہتمام	232
عمدہ شعراء کی تعریف	233
زندہ دلی	233
مسجد حرام کی توسیع	234
مسجد نبوی کی توسیع	235
مساجد کا اہتمام	236
مسافروں کے لیے سہولتیں	237
نہروں کی کھدائی	237
دار الدقیق	237
ازواج مطہرات کا حد درجہ احترام	238
دانیال علیہ السلام کی قبر	239
تلاوت قرآن سے محبت	239
خلیج امیر المؤمنین	240
بری و بحری وسائل نقل و حمل کی نگہداشت	241

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عناوین

موضوع	صفحہ نمبر
یتیم کا مال	241
بے شمار غنیمت کا مال	242
چھاؤنیوں کی تعمیر	243
غذائی گودام کی وسعت	243
رمادہ کے سال پناہ گزینوں کے لیے کیمپ	244
بحران میں خلیفہ وقت کا مثالی کردار	245
امت کی پریشانیوں کا احساس	246
حاکم عام مسلمانوں جیسا ہی ہے	246
مریضوں اور کمزوروں کی نگہداشت	247
امیر المؤمنین......عوام کا خادم	247
دیگر شہروں سے مدد کا حصول	248
قحط سالی سے نجات کی دعائیں	249
عمال کی کارکردگی رپورٹ	249
آرزوئے شہادت	250
یہاں کوئی اونچ نیچ نہیں ہے	252
سیدنا حسن وحسین سے محبت	254
کامیابی کا راز بے لاگ انصاف	255
اقرباء پروری کی خرابیاں	255
کیا میں نے نماز مکمل کر لی تھی؟!	256

موضوع	صفحہ نمبر
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں علم کی اہمیت وفضیلت	258
سیدنا عمر فاروق کا ایک قیمتی قول	259
نیک دل گورنر، ماں سے بھی زیادہ شفیق	260
بچوں سے شفقت نہ کرنے والا عامل نہیں ہو سکتا	261
اذان کے لیے قرعہ اندازی	261
سابقہ حکام کا احترام	262
لوگوں کا ذکر بیماری	262
مکران کی فتح (23ھ)	263
قیمتی جواہرات سے بھرے دو ٹوکرے	264
کسریٰ کے خاص پھل عام کسانوں کے لیے	264
نئے جنگی طریقے اور حربی چالیں	265
ام حکیم رضی اللہ عنہا کا مجاہدانہ کردار	266
سپہ سالار اور عام سپاہیوں کے لیے ایک کھانا	267
مقوقس کی بیٹی ارمانوسہ	268
سیدنا عمر فاروق کے اقوال زریں	269
فتنوں کے پھیلاؤ میں مضبوط رکاوٹ	270
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فتوحات پر اہل فارس کا ردعمل	272
مسلمانوں کا وفد کسریٰ کے دربار میں	274

موضوع	صفحہ نمبر
جاہلیت اور اسلام میں عرب وعجم کا فرق	277
اذان سن کر رستم کی بوکھلاہٹ	278
حکمت کی باتیں	279
گورنری کے لیے معیار	279
بے لگام خواہشات کے خطرات	280
دوسروں کی آنکھ کا تنکا اور اپنی آنکھ کا شہتیر	280
یہ ان کا زہد تھا	281
میانہ روی	282
فقراء کا مالداروں کے پاس جانا	282
عوام الناس کی فکر	283
کم ہمتی کے خطرناک نتائج	283
حق بحق دار رسید	284
میرے لیے دعا کرو	284
بیویوں کے ساتھ حسن سلوک	285
گوشت کا نشہ	285
ایسا پیٹ جو جہنم میں لے جائے	286
اقرباء پروری سے نفرت	286
ابوعیسیٰ کنیت پر سرزنش	286
آپ کے والد میرے والد سے بہت بہتر تھے	287

موضوع	صفحہ نمبر
ہمیں اللہ یاد کراؤ	287
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے مکالمہ	288
باپ کی قسم	288
زندگی ایک سفر	289
حکمران امانت دار تو رعایا دیانت دار	289
جنت کی خوش خبری	290
جاہلوں سے اعراض	291
اب علی کو آنا چاہیے	292
دین کے معاملے میں سب سے پختہ	292
شیاطین خوف کے مارے سرپٹ بھاگ رہے ہیں	293
خلافت وشہادت	294
نابغہ روزگار شخصیت	294
ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا خواب	295
خدمت خلق	296
رسول اللہ ﷺ کا ادب واحترام	296
یہ تو وہی ہیں جنہوں نے مشک اٹھائی تھی	297
یہ تمہاری مشک کا نام تو نہیں؟!	297
بابا جی آپ ٹھیک کہتے ہیں	298
نرمی اور شفقت	300

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ست عناوین

موضوع	صفحہ نمبر
ادھیڑعمر جنتیوں کے سردار	300
شہداء کے ورثاء کی تکریم	301
باغ کا صدقہ	301
دیرینہ خواہش	302
تراشے	302
سیدنا عمر فاروق کی گواہی	303
اللہ کی طرف سے ایک اور موافقت	304
تراشے	304
ہم تینوں ان واقعات کی تصدیق کرتے ہیں	305
امت کی رہنمائی	305
بابرکت تجویز	306
الہامی شخصیت	307
ابوعبید کی بیوی کا سچا خواب	307
تراشے	307
مجھے بھی اپنی دعا میں شامل کرلیں	308
فیصلے سے پہلے اللہ سے دعا	308
وہ اپنی سست روی کو ملامت کرے	309
فتنوں کے متلاشیوں کا علاج	310
حاجت مند کا حق	310
سلمہ ہذلی سے حلف لیا جائے	311

موضوع	صفحہ نمبر
میں ان کی راہ سے نہ ہٹوں گا	311
تین خوش نصیب مسافر	312
آپ خاص مہمان ہیں	312
مٹھاس چلی جائے گی کڑواہٹ باقی رہے گی	313
قحط کی مشکلات تک گھی سے پرہیز	314
مشرکین کی نقل سے اجتناب	314
ابن خطاب! اللہ سے ڈرتے رہو	314
بے قراری اور غم کی شکایت صرف اللہ سے	315
اللہ تعالی کے حساب لینے سے پہلے اپنا محاسبہ	315
جو چاہے مٹادے جو چاہے ثابت کردے	316
خیر کا کلمہ	316
گھر والوں کو نماز کی تاکید	317
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نصیحت	317
بچوں سے مشورہ	317
جب جانیں ملائی جائیں گی	318
حسب ونسب یاد رکھو	318
تراشے	318
تب تک وہ بھلائی پر رہیں گے	319
سچی توبہ	319
برے دوست سے تنہائی اچھی	319

عرض ناشر

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے عبقری شخصیت کا خطاب پایا، وہ بلاشبہ عبقری شخصیت تھے۔ قدرت نے انہیں ایک عظیم الشان کام کے لیے منتخب کیا۔ انہوں نے نہایت حکمت و دانش اور جانبازی سے قیصر و کسری کی سطوت و حشمت اور قوت کو پاش پاش کر دیا۔ میری خوش قسمتی ہے کہ بچپن سے ہی والدین نے میرے دل میں صحابہ کرام کی محبت ڈالی تھی۔ زمانہ طالب علمی میں میرے لیے سب سے اہم کتاب علامہ شبلی نعمانی کی ''الفاروق'' تھی۔ علمائے کرام اور واعظین سے بھی سیرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر الحمد للہ بہت ساری تقاریر سنیں۔ جب سن شعور کو پہنچا تو ان کی سیرت کے حوالے سے متعدد کتب اور مضامین پڑھے اور پھر ان کے بارے میں لکھنے کی سعادت بھی حاصل کی اور جب کبھی موقع ملا تو ان کے بارے میں بعض پروگراموں اور مجالس میں گفتگو بھی کی۔

کئی سال پہلے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے مکتبات پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں متعدد کتب دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ جن میں ان کی زندگی کے متعدد واقعات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

بیان کیے گئے تھے۔ کئی مرتبہ خیال آیا کہ نوجوان نسل کے لیے مختلف کتابوں سے صحیح واقعات کا مجموعہ اکٹھا کروں۔ بازار میں ان کے واقعات کے جو مجموعات پر مشتمل کتب دیکھیں تو محسوس ہوا کہ ان واقعات پر ابھی خاصی محنت کی ضرورت ہے۔

اسی دوران سیرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر دو جلدوں میں دارالسلام سے کتاب شائع کی گئی۔ یہ کتاب ڈاکٹر علی محمد الصلابی کی ہے۔ جس میں انہوں نے کمال محنت سے ان کی سیرت کو تسلسل سے بیان کیا گیا ہے۔ میں نے اس کتاب کو شروع سے آخر تک پڑھا تھا چنانچہ جن واقعات کو نوجوان نسل کے لیے مناسب سمجھا ان پر نشان لگا دیا۔ اور پھر اسے اپنی زبان میں ڈھالنے کی کوشش کی اور کچھ نہ کچھ تبدیلی بھی کی۔

الفاروق کو پھر پڑھا اور اس میں سے بہت سارے واقعات کو نشان لگا دیا۔ پھر مختلف کتابوں کو پڑھنا شروع کیا۔ متعدد واقعات امام طبری کی کتاب (الرِّيَاضُ النَّضِرَةُ) سے لیے۔ کچھ واقعات الرحیق المختوم، کچھ واقعات ڈاکٹر عائض القرنی کی کتاب (الْمِسْكُ وَالْعَنْبَرُ فِي خُطَبِ الْمِنْبَرِ) سے لیے۔ چند ایک واقعات (مَوْسُوعَةُ الْقَصَصِ الْوَاقِعِيَّةِ) سے لیے ہیں۔ اس طرح مختلف کتابوں کے واقعات کو جمع کرنے کے بعد یہ بڑا خوبصورت گلدستہ بن گیا ہے۔ میری یہ پرانی عادت ہے کہ جب میں کوئی کتاب پڑھتا ہوں تو اہم واقعات پر نشان لگا دیتا ہوں۔ ان نشان زدہ واقعات سے کتاب کو مرتب کرنے میں خاصی مدد ملتی ہے۔

شام کے مشہور خطیب اور مؤلف محترم شیخ علی طنطاوی میرے نہایت پسندیدہ مؤلف ہیں۔ ان کی کتاب «أَخْبَارُ عُمَرَ» سے بھی کچھ واقعات لیے ہیں۔ میرا ہدف نوجوان نسل ہے۔ حتی الامکان میں نے کوشش کی ہے کہ واقعات میں تکرار نہ ہو۔ مگر بعض اوقات ایسا ہوا کہ ایک ہی واقعہ کو مختلف مؤلفین نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا اور سبھی نے عمدہ بیان کیا۔ اس لیے ممکن ہے کہ چند ایک ایسے واقعات بھی مل جائیں جو کسی اور انداز میں دوبارہ ذکر کیے جائیں۔

کتاب مرتب کرنے کا خیال آیا تو میں اس ادھیڑ بن میں تھا کہ اس کا ڈیزائن کس طرح کا ہو کہ قارئین ایک نئے انداز میں کتاب کو پڑھ سکیں۔ میں نے دارالسلام کے سینئر ڈیزائنر جناب شہزاد احمد سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے میری مشکل کو حل کر دیا۔ اور کہنے لگے: اس کتاب کا سائز بڑا کر دیں۔ ہم اس کتاب کو کسی خوبصورت میگزین کی طرح ڈیزائن کریں گے۔ چھوٹے چھوٹے واقعات کو علیحدہ خوبصورت ڈیزائنوں میں لکھیں گے۔

ایک مدت سے میری خواہش ہے کہ اسلامی کتب کو اس طرح شائع کیا جائے کہ وہ اپنی جاذبیت اور کشش کی بنا پر نوجوانوں میں مقبول ہو جائیں اور وہ ذوق وشوق سے ان کا مطالعہ کریں۔ یہ فیصلہ تو ہمارے محترم قارئین کریں گے کہ ہم اس مقصد میں کہاں تک کامیاب رہے ہیں۔ میرے ساتھ اس ای میل ایڈریس پر رابطہ کیا جا سکتا ہے:

abdulghaffar@darussalamksa.com

اس کتاب کے واقعات کی ترتیب کو میں نے جان بوجھ کر آزاد چھوڑ دیا ہے تاکہ ہر واقعہ آسانی سے قارئین کے مطالعہ میں آ جائے۔ میں اس طریقہ کو اسلامی کتب کے مطالعے کا نیا طریقہ قرار دیتا ہوں۔

اس کام میں میرے ساتھ حسب سابق دارالسلام لاہور اور ریاض کے ساتھیوں نے بھرپور تعاون کیا۔ بطور خاص پروفیسر محمد ذوالفقار، قاری محمد اقبال عبدالعزیز اور شہزاد احمد کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے ساتھ اس کتاب کو شائع کرنے میں خاصا تعاون کیا اور مدد فرمائی۔ اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

عبدالمالک مجاہد

جون 2011

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

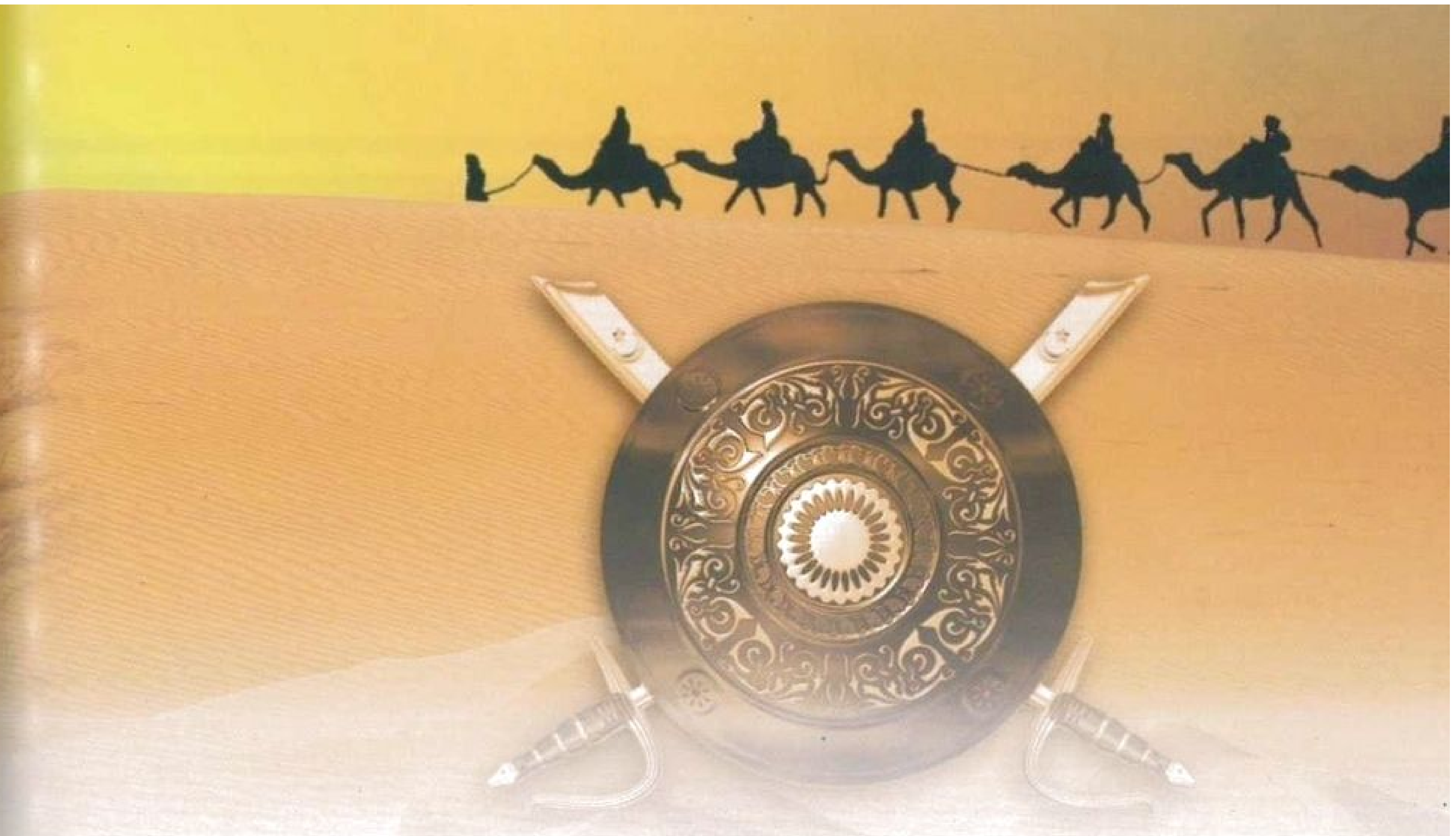

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جدامجد کا خصوصی مقام

عرب میں دستور تھا کہ برابر کے دو رئیسوں میں سے کسی کو افضلیت کا دعویٰ ہوتا تو ایک لائق اور پایہ شناس ثالث مقرر کیا جاتا اور دونوں اس کے سامنے اپنی ترجیح کے دلائل بیان کرتے ۔ کبھی کبھی ان جھگڑوں کو اس قدر طول ہوتا کہ مہینوں معرکے قائم رہتے' جو لوگ ان معرکوں میں حکم مقرر کیے جاتے ان میں معاملہ فہمی کے علاوہ فصاحت اور زورِ خطابت کا جوہر بھی درکار ہوتا' یہ دونوں خوبیاں بنو عدی میں نسلاً بعد نسلٍ چلی آ رہی تھیں۔

سیدنا عمر کے دادا نفیل بن عبد العزی نے اپنے اسلاف کی طرح ان خدمات کو نہایت قابلیت سے انجام دیا' اور اس وجہ سے بڑے بڑے عالی رتبہ لوگوں کے مقدمات ان کے پاس فیصلہ کرنے کے لیے آتے

تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے جد امجد سردار عبد المطلب اور حرب بن امیہ میں جب ریاست کے دعوی پر نزاع ہوا تو دونوں نے نفیل ہی کو حکم مانا' نفیل نے عبد المطلب کے حق میں فیصلہ کیا۔

(سبل الهدیٰ والرشاد:1/264)

سخت گیر والد

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خاندان بنی عدی قریش کے دس ممتاز گھرانوں میں سے ایک تھا۔ اگرچہ یہ خاندان بنو امیہ اور بنو ہاشم کی طرح نمایاں اور ممتاز نہیں تھا۔ اسلام سے قبل مکہ کی انتظامی تقسیم میں سفارت کاری کا شعبہ ان کے پاس تھا۔ اسی پرانے خاندانی پس منظر کا لحاظ رکھتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ کے موقع پر سیدنا عمر کو سفیر بنا کر مکہ بھیجنے کا ارادہ کیا۔ سیدنا عمر کے والد خطاب بن نفیل انتہائی سخت مزاج تھے۔ سیدنا عمر بتاتے ہیں کہ میں اپنے والد کے اونٹ چرایا کرتا تھا' ذرا سی کوتاہی پہ وہ بُری طرح مارا کرتے تھے۔ ان کی والدہ کا نام حنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ تھا اور وہ بنو مخزوم سے تھیں۔

(طبقات ابن سعد:266-293، والفاروق مع النبی ﷺ للدکتور عاطف لماضة، ص:6)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شکل وشباہت

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق کا حلیہ مبارک کیسا تھا؟ ان سے محبت اور عقیدت رکھنے والا ہر شخص خواہش رکھتا ہے کہ وہ ان کی شکل وشباہت کے بارے میں معلوم کرے۔

سیرت نگاروں نے بڑی تفصیل سے ان کے حلیہ کے بارے میں جو لکھا ہے آیئے اس کا خلاصہ پڑھتے ہیں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عام الفیل سے تیرہ برس بعد پیدا ہوئے۔ ان کا رنگ نہایت سرخ وسفید تھا۔ آپ کا چہرہ سرخ گالوں، خوبصورت ناک اور پرکشش آنکھوں کا حسین امتزاج تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دراز قد اور مضبوط جسم کے مالک تھے۔ آپ کے ہاتھ پاؤں خاصے بھاری تھے جنہیں دیکھ کر صحت مندی کا احساس ہوتا تھا۔ سر کے بال سامنے سے جھڑے ہوئے تھے۔ لمبے قد کی وجہ سے آپ ہر جگہ نمایاں نظر آتے۔ ہجوم میں آپ کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا کہ آپ سوار ہیں اور دوسرے لوگ پیدل چل رہے ہیں۔ اپنی داڑھی کو مہندی لگاتے تھے مونچھیں قدرے لمبی تھیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی والدہ کے دادا مغیرہ اس رتبہ کے آدمی تھے کہ جب قریش کسی سے لڑنے کے لیے جاتے تو فوج کا اہتمام انہی کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ انہی کے پوتے تھے۔ مغیرہ کے بیٹے ہاشم بھی جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نانا تھے ایک ممتاز آدمی تھے۔

چلتے وقت تیز تیز قدم اٹھاتے اور بلند آواز سے گفتگو کرتے۔ آخری عمر تک وہ ایک طاقتور مضبوط اور توانا انسان تھے۔ بہت کم ہنستے تھے۔ کسی سے مذاق وغیرہ بالکل نہیں کرتے تھے۔

(الخليفة الفاروق عمر بن الخطاب، للدكتور العاني ص: 15- تهذيب الأسماء للنووي: 2/14)

چالیسواں مسلمان

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبوت کے چھٹے سال ذوالحجہ کے مہینے میں 27 سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ وہ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب کے اسلام لانے کے تین دن بعد مسلمان ہوئے۔ فرماتے ہیں: ”میں جس دن مسلمان ہوا مسلمانوں کی تعداد 39 تھی۔ میں نے مسلمان ہو کر ان کی تعداد 40 کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے دین کو تقویت بخشی اور دین اسلام کھل کر سامنے آ گیا“۔

اُس وقت مسلمان ہونے والی عورتوں کی تعداد گیارہ تھی۔ چونکہ اہل مکہ کے ڈر سے کئی لوگ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے۔ خصوصاً عورتوں کے قبول اسلام کے بارے میں لوگ کچھ نہیں جانتے تھے اس لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صرف مردوں کا ذکر کیا۔

(شرح المواهب: 1/317، والطنطاويات: ص22)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے والد کی بتوں سے شدید محبت

ابن ہشام کہتے ہیں: خطاب بتوں سے شدید محبت کرنے والا تھا جب کہ اس کے بھتیجے زید بن عمرو بن نفیل بتوں سے شدید نفرت کرتے تھے اور لوگوں کو ان کی عبادت سے روکتے تھے۔ وہ قریش کو ”حنیفیت“ یعنی ابراہیم علیہ السلام کے اصلی دین کی طرف بلاتے تھے۔ انہوں نے مکہ چھوڑنے کا ارادہ کیا تو خطاب بن نفیل نے صفیہ بنت الحضرمی کو ان پر نظر رکھنے کے لیے کہا۔ زید جب بھی مکہ چھوڑنے کا ارادہ کرتے صفیہ خطاب کو خبر کر دیتی۔ خطاب فوراً پہنچ جاتے اور زید کو سختی سے مکہ چھوڑنے سے منع کرتے۔

جب متعدد بار انہوں نے مکہ چھوڑنے کا ارادہ کیا اور باز نہ آئے تو خطاب نے حراء کے قریب پہاڑوں میں ان کو محبوس کر دیا۔ مکہ کے شریروں اور لونڈیوں سے کہا کہ اس کی رکھوالی کریں اسے کہیں جانے دیں نہ ہی مکہ میں داخل ہونے دیں تاکہ یہ لوگوں کو گمراہ نہ کر سکے۔

(طبقات ابن سعد: 266-293، والفاروق مع النبي ﷺ للدكتور عاطف لماضة، ص: 6)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا لڑکپن اور جوانی

آپ کو پہلوانی اور کشتی کے فن میں بھی کمال حاصل تھا' یہاں تک کہ عکاظ کے دنگل میں بڑی معرکے کی کشتیاں لڑتے تھے' عکاظ جبل عرفات کے پاس ایک مقام تھا جہاں سال کے سال اس غرض سے میلہ لگتا تھا کہ عرب کے تمام اہل فن جمع ہوکر اپنے کمالات کے جوہر دکھاتے تھے' اس لیے وہی لوگ یہاں پیش ہوسکتے تھے جو کسی فن میں کمال دکھاتے تھے' نابغہ ذبیانی' حسان بن ثابت' قس بن ساعدہ ایادی، سیدہ خنساء بنت عمرو' جن کو شاعری اور ملکہ تقریر میں تمام عرب مانتا تھا' اسی تعلیم گاہ کے تعلیم یافتہ تھے۔ سیدنا عمر کے بارے میں علامہ بلاذری نے کتاب الاشراف میں نقل کیا ہے کہ وہ عکاظ کے دنگل میں کشتی لڑا کرتے تھے' اس سے قیاس ہوسکتا ہے کہ حضرت عمر نے اس فن میں پورا کمال حاصل کیا تھا۔

شہسواری میں ان کا کمال تسلیم شدہ ہے۔ چنانچہ جاحظ نے لکھا ہے کہ وہ گھوڑے پر اچھل کر سوار ہوتے تھے اور گھڑ سواری میں مہارت کا مظاہرہ کرتے۔

ان کی خطیبانہ مہارت کی اگرچہ کوئی واضح شہادت موجود نہیں لیکن یہ امر تمام مؤرخین نے بالاتفاق لکھا ہے کہ اسلام لانے سے پہلے قریش نے ان کو سفارت کا منصب دے دیا تھا اور یہ منصب صرف اس شخص کو مل سکتا تھا جو خطابت اور معاملہ فہمی میں کمال رکھنے والا ہوتا تھا۔ (الفاروق، ص:47)

مکہ مکرمہ کے نزدیک واقع سوق عکاظ کے آثار

عائلی زندگی

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں تین شادیاں کیں۔ اُن کی پہلی شادی سیدنا عثمان بن مظعون کی ہمشیرہ سیدہ زینب بنت مظعون سے ہوئی، جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی سعادت حاصل کی۔ انہی سے سیدہ حفصہ پیدا ہوئیں۔ سیدہ حفصہ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ بننے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس رشتے سے سیدہ زینب بنت مظعون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش دامن تھیں۔ سیدہ حفصہ کے علاوہ ان سے عبداللہ، عبدالرحمٰن اور اکبر پیدا ہوئے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تمام اولاد سے زیادہ شہرت پائی۔ سیدنا عمر نے قریبہ بنت ابی امیہ سے بھی شادی کی یہ ام المؤمنین سیدہ اُم سلمہ کی بہن تھیں۔

آپ نے تیسری شادی مُلیکہ بنت عمرو بن جرول الخزاعیہ سے کی جس سے عبیداللہ پیدا ہوئے۔ قریبہ بنت ابی اُمیہ اور مُلیکہ بنت عمرو نے اسلام قبول نہیں کیا۔ صلح حدیبیہ کے بعد یہ حکم نازل ہوا:

﴿ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ ﴾

کافر عورتوں کو اپنی زوجیت میں نہ رکھو۔ سیدنا عمر نے ان دونوں غیر مسلم بیویوں کو طلاق دے دی۔

(فصل الخطاب في سيرة ابن الخطاب، للدكتور علي محمد الصلابي، وتفسير ابن كثير، الممتحنة: ١٠)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دانا اور بہادر خاتون سے شادی

سیدنا عمر فاروق نے ام حکیم بنت الحارث مخزومیہ سے بھی شادی کی یہ پہلے عکرمہ بن ابوجہل کی بیوی تھیں۔ فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ ان کے خاوند عکرمہ بن ابوجہل مسلمانوں کے ڈر سے یمن کی طرف فرار ہو گئے۔ ام حکیم نے رسول اللہ ﷺ سے عکرمہ کو امان دینے کی درخواست کی جو رسول اللہ ﷺ نے کمال شفقت اور رحمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قبول کر لی۔ ام حکیم عکرمہ بن ابوجہل کو واپس لانے کے لیے یمن کی طرف روانہ ہوئیں۔ حسن اتفاق سے عکرمہ انہیں واپس آتے ہوئے ملے۔ ام حکیم پوچھنے لگیں۔ کیا ماجرا ہے، تم واپس آ رہے ہو؟ عکرمہ بتانے لگے کہ جب ہماری کشتی بھنور میں پھنس گئی تھی تو کشتی والے کہنے لگے:

أَخْلِصُوا، فَإِنَّ آلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِي عَنْكُمْ هٰهُنَا شَيْئًا

''خالص اللہ کو پکارو، یہاں تمہارے معبود کام نہیں آ سکتے''۔

حالت اسلام میں شادیاں

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ آ کر جمیلہ بنت ثابت انصاریہ سے شادی کی۔ یہ قبیلہ اوس سے تعلق رکھتی تھیں ان کا نام عاصیہ (گنہگار) تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام بدل کر جمیلہ رکھا، ان سے عاصم پیدا ہوئے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے چچازاد کی بیٹی عاتکہ بنت زید سے بھی شادی کی۔ یہ خاتون نہایت خوبصورت اور فصاحت و بلاغت میں یکتا تھیں۔ یہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بہنوئی سعید بن زید کی چھوٹی بہن تھیں۔

میں نے سوچا اگر ہمارے معبود سمندر میں کام نہیں آ سکتے تو یہ خشکی پر کیسے کام آ سکتے ہیں۔ اگر میری جان بچ گئی تو میں محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے دست مبارک پر بیعت کر لوں گا۔ ام حکیم اپنے خاوند کو لے کر جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان کا بھرپور استقبال کیا۔ یہ نہایت بہادر خاتون تھیں جنہوں نے مرج الصُّفر کی جنگ میں خیمہ کی لکڑی سے سات رومیوں کو قتل کر دیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے معرکہ یرموک میں عکرمہ کے شہید ہونے کے بعد ان سے نکاح کیا۔ ام حکیم سے ان کی بیٹی فاطمہ پیدا ہوئیں۔

(البداية والنهاية:144/7، اسد الغابة-الاصابة)

آل رسول سے رشتہ داری

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ ان کی آل رسول ﷺ سے رشتہ داری ہو جائے کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ سے سن رکھا تھا:

كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ وَصِهْرٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَبَبِي وَنَسَبِي وَصِهْرِي

ہر تعلق، نسب اور رشتہ داری قیامت کے دن منقطع ہو جائے گی سوائے میرے تعلق، نسب اور رشتہ داری کے (یہ قیامت کے دن بھی قائم رہیں گے)

سیدنا عمرو بن عاص نے ان کو مشورہ دیا کہ آپ سیدہ فاطمہ کی بیٹی ام کلثوم بنت علی سے شادی کر لیں۔ آپ کی آل رسول ﷺ سے رشتہ داری ہو جائے گی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ تجویز منظور کر لی اور نکاح کا پیغام بھیجا جو قبول کر لیا گیا۔ اس طرح ان کا نکاح سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ سے ہو گیا۔ انہوں نے چالیس ہزار درہم بطور حق مہر ادا کیے۔ ان سے ''زید الاکبر'' اور ''رقیہ'' پیدا ہوئیں۔ سیدنا عمر فاروق کی ایک شادی سیدہ سبیعہ بنت الحارث سے بھی ہوئی۔ ایک یمنی خاتون سیدہ ''لُھَیَہ'' سے بھی شادی کی۔ ان کے بطن سے عبدالرحمٰن اصغر یا عبدالرحمٰن اوسط پیدا ہوئے۔

(أخبار عمر، للشيخ علي الطنطاوي۔)

(الإصابة، للحافظ ابن حجر -4/444-492، ومناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطاب لابن الجوزي206، وغيرهم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جفا سے وفا کی طرف

اسلام قبول کرنے سے پہلے عمر بن خطاب اسلام کے شدید دشمن تھے۔جس شخص کے بارے میں معلوم ہوتا کہ اس نے اسلام قبول کرلیا ہے تو اس پر خوب ظلم کرتے اسے مارتے اور تنگ کرتے تھے۔انہوں نے اپنے خاندان آل خطاب پر خوب ظلم کیا۔جب پہلی ہجرت حبشہ ہوئی تو ان نفوس قدسیہ میں عامر بن ربیعہ اوران کی اہلیہ ام عبداللہ بھی شامل تھیں۔یہ دونوں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار تھے۔جب یہ ہجرت حبشہ کی تیاری کر رہے تھے تو ایک دن سیدنا عمر فاروق ان کے گھر آئے عامر بن ربیعہ کسی کام سے گھر سے باہر تھے۔

سیدہ اُم عبداللہ لیلی بنت ابی حثمہ فرماتی ہیں کہ ہم عمر کی طرف سے بڑی تنگی ، تکلیف اور ظلم برداشت کر چکے تھے۔عمر مجھ سے کہنے لگے ام عبداللہ کہیں جانے کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا ہاں، اللہ کی قسم ہم اللہ کی زمین میں نکل جائیں گے، یہاں تک کہ اللہ ہمارے لیے کشادگی کا سامان فراہم فرمادے۔تم نے ہمیں تکلیف دی ہے، ہم پر ظلم کے پہاڑ توڑے ہیں۔میری بات سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دعائیہ کلمات کہے کہ اللہ تمہارا نگہبان ہو۔میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس دن ایسی رقت آمیز حالت میں دیکھا کہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔عامر بن ربیعہ جب واپس آئے تو میں نے سارا قصہ کہہ سنایا۔عامر نے کہا شاید تیرا خیال ہے کہ عمر مسلمان ہو جائے گا؟ میں نے کہا ہاں، میرا یہی خیال ہے۔اُس نے کہا: میرے خیال میں تو ان کا مسلمان ہونا بہت مشکل ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں اندازہ لگانے میں لیلی رضی اللہ عنہا اپنے خاوند سے زیادہ دور اندیش ثابت ہوئیں۔کمزور مسلمانوں کی ثابت قدمی نے کئی لوگوں کے دلوں میں اسلام کی جوت جگا دی تھی۔جاہلی عصبیت آہستہ آہستہ دلوں سے ہٹ رہی تھی۔سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ رات کے وقت حرم کعبہ میں تشریف لائے۔ان کی خوش قسمتی کے کیا کہنے کہ گھر سے تو شراب کی تلاش میں نکلے تھے؛ اُن کا منصوبہ یہ تھا کہ پہلے شراب پئیں گے پھر گپ شپ کے لیے عمر بن عمران مخزومی کے محلے میں جمنے والی مجلس میں بیٹھیں گے لیکن

قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔پہلے اُنہیں شراب فراہم کرنے والا بندہ نہ ملا۔پھر وہ مجلس کی طرف گئے وہاں بھی اُنہیں کوئی نظر نہ آیا۔چاروناچار اُن کے قدم خانہ کعبہ کی طرف اُٹھ گئے۔وہاں نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔سیدنا عمر فاروق خانہ کعبہ کے پردے کے پیچھے گھس کر قرآن سننے لگے۔رسول اللہ ﷺ سورۃ الحاقۃ کی تلاوت کررہے تھے۔سیدنا عمر فاروق قرآن کے الفاظ اوران کے معانی کی وسعت پر حیرت زدہ رہ گئے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے دل میں سوچا: خدا کی قسم یہ تو شاعر ہے جیسا کہ قریش کہتے ہیں۔لیکن اتنے میں آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّهُۥ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿٤٠﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ﴾

یہ ایک بزرگ رسول کا کہا ہوا ہے۔یہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے۔تم لوگ کم ہی ایمان لاتے ہو۔

(الحاقہ: 40-41)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا: شاید یہ کوئی کاہن ہے۔لیکن اتنے میں آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٤٢﴾ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ﴾

”یہ کسی کاہن کا قول نہیں۔تم لوگ کم ہی نصیحت قبول کرتے ہو۔یہ تو رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہے“۔

(الحاقہ: 42 - 43)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اسی وقت سے میرے دل میں اسلام جاگزیں ہونا شروع گیا۔

(سيرة ابن هشام: 216/1، والرياض النضرة في مناقب العشرة: 279)

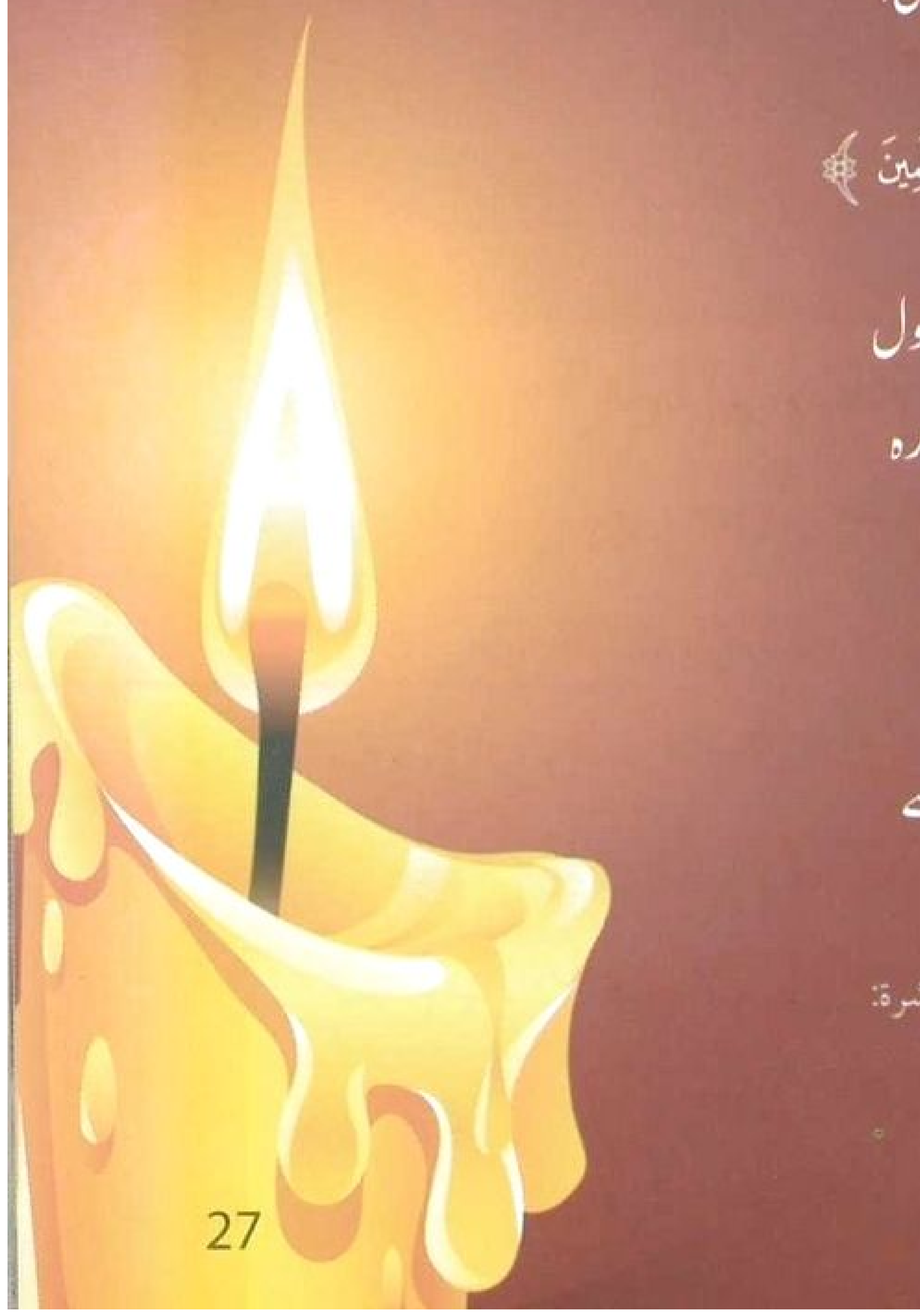

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہن اور بہنوئی کے قبول اسلام پر رد عمل

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن سیدہ فاطمہ بنت خطاب اور ان کے خاوند سیدنا سعید بن زید شروع میں ہی اسلام کی نعمت سے مالا مال ہو گئے تھے۔ سیدنا سعید رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی کے بیٹے تھے۔ ان کا دادا نفیل تھا اور یہ بنو عدی سے تعلق رکھتے تھے۔

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سنا کہ ان کی بہن اور بہنوئی مسلمان ہو گئے ہیں تو وہ آگ بگولا ہو گئے۔ اور فوراً ان

آسمان میں فیصلہ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی ﷺ نے دعا فرمائی تھی اور آپ ﷺ کی دعا کے بارے آسمان میں فیصلہ ہو چکا تھا۔ ان کے اسلام لانے میں بنیادی طور پر نبی ﷺ کی دُعا کا اثر تھا۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی تھی:

"اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ،
بِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ، أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ"

"اے اللہ ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے جو تجھے زیادہ پسند ہے اُسے اسلام کی توفیق دے کر اسلام کو قوت عطا فرما"۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کو محبوب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے قبولِ اسلام کے اسباب فراہم فرما دیے۔

(صحیح سنن الترمذی حدیث:3681)

کے دروازے پر پہنچ کر دستک دی۔ اندر سے پوچھا گیا: کون؟

خطاب کا بیٹا عمر، جواب ملا۔ اس وقت گھر کے اندر موجود افراد قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف تھے۔ انہوں نے عمر کی آواز سنی تو جلدی سے چھپ گئے اور قرآن مجید کے صفحات اسی طرح پڑے رہ گئے۔ عمر نے گھر میں قدم رکھا۔ بہن نے عمر کے تیور دیکھے تو جلدی سے قرآن کے صفحات کو چھپا لیا۔ عمر بن خطاب نے پوچھا: یہ کھسر پھسر کیسی تھی جو میں نے ابھی سنی ہے؟ اہلِ خانہ اس وقت سورۂ طٰہٰ کی تلاوت سے دلوں اور روحوں کی دنیا کو منور کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا: کیا آپ کوئی اور بات نہیں کر سکتے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا: مجھے پتہ چلا ہے کہ تم لوگ بے دین ہو چکے ہو۔ یہ سُن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی نے کہا:

أَرَأَيْتَ يَا عُمَرُ، إِنْ كَانَ الْحَقُّ فِي غَيْرِ دِينِكَ؟

"عمر تم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ ہو سکتا ہے کہ حق تمہارے ساتھ نہ ہو"۔

یہ سننا تھا کہ عمر نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور اپنے بہنوئی کو داڑھی سے پکڑ لیا۔ دونوں آپس میں گتھم گتھا ہو گئے۔ عمر سعید سے طاقتور تھے۔ انہوں نے اپنے بہنوئی سعید کو پکڑ کر زمین پر پٹخ دیا، پاؤں سے روندا اور سینے پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔

اسی اثنا میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بہن بھی اندر سے نکل آئیں تا کہ اپنے خاوند کو بچا سکیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں یکبارگی دور دھکیل دیا۔ وہ گر پڑیں اور زخمی ہو گئیں، پھر بہن نے غصے کی حالت میں کہا:

"اللہ کے دشمن کیا تو ہمیں اس لیے مارتا ہے کہ ہم ایک اللہ کو معبود مانتے ہیں؟" عمر نے گرجتے ہوئے کہا: ہاں اسی لیے، تو وہ بولیں:

مَا كُنْتَ فَاعِلًا فَافْعَلْ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

"جو جی میں آئے کر گزرو، میں تو یہی گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں"۔

لَقَدْ أَسْلَمْنَا عَلَى رَغْمِ أَنْفِكَ

"ہم تیری مرضی کے برعکس مسلمان ہو چکے ہیں"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کی یہ جرأت مندانہ باتیں سنیں تو سعید رضی اللہ عنہ کے سینے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، پھر نرمی سے کہا:

أَعْطُونِي هَذِهِ الصَّحِيفَةَ الَّتِي عِنْدَكُمْ فَأَقْرَأَهَا

''مجھے اپنا وہ صحیفہ دیجیے، میں بھی اسے پڑھنا چاہتا ہوں''۔

بہن نے صحیفہ دینے سے انکار کردیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لہجے کو نرم کرتے ہوئے کہا: بہن دراصل تمہاری باتیں میرے دل میں گھر کر گئی ہیں۔ میں اس کلام کو دیکھنا چاہتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس کی توہین نہیں کروں گا۔ بہن بولی: تم پلید ہو، اسے صرف پاکیزہ لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ اٹھو پہلے غسل کرو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اسی وقت گئے، غسل کیا اور بہن کے پاس آئے تو انہوں نے صحیفہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس صحیفے میں سورہ طٰہٰ اور دیگر کئی سورتیں پڑھیں۔ آغاز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی، ''الرحمٰن الرحیم'' ہی کہا تھا کہ اللہ کی ذات اور قرآن کی ہیبت اُن کے دل میں بیٹھ گئی، صحیفہ ہاتھ سے چھوٹ گیا، دوبارہ ہمت کرکے تلاوت شروع کی، یہ سورۂ طٰہٰ کی ابتدائی آیات تھیں۔ انہیں پڑھا تو تعجب سے کہا: حیرت ہے کہ قریش ایسے عمدہ کلام سے بھاگتے تھے پھر مسلسل پڑھتے رہے اور جب آیت نمبر 16 پر پہنچے تو یک دم بول اُٹھے۔

يَنْبَغِي لِمَنْ يَقُولُ هَذَا أَلَّا يُعْبَدَ مَعَهُ غَيْرُهُ، دُلُّونِي عَلَى مُحَمَّدٍ

''جس کا ایسا عمدہ کلام ہے اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں ہونی چاہیے۔ مجھے محمد ﷺ کے پاس لے چلو''۔

(فضائل الصحابة، للإمام أحمد: 1/334، الطنطاويات: 17۔)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مردم شناسی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے جب بھی یہ جملہ نکلتا کہ (إِنِّي لَأَظُنُّهُ كَذَا) میرا گمان اس طرح ہے۔ تو وہ گمان سچ ثابت ہوجاتا۔ آپ کے دور خلافت کا واقعہ ہے کہ ایک غیر معمولی شکل وشباہت کا آدمی آپ کے قریب سے گزرا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اُسے دیکھ کر فرمایا:

''میرا گمان ہے کہ یہ شخص دور جاہلیت میں کاہن تھا۔ اسے میرے پاس لاؤ''۔ جب اسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اس سے اپنے خیال کی تصدیق چاہی۔ وہ کہنے لگا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے سوال کیا کہ ماضی میں وہ کیا کرتا تھا؟ اس نے کہا: (كُنْتُ كَاهِنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ) اس نے اعتراف کیا کہ زمانہ جاہلیت میں وہ کاہن تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے سوال کیا: ہمیں کوئی ایسی عجیب اور انوکھی بات بتاؤ جس کی خبر تمہیں تمہارے جن نے دی ہو۔ وہ کہنے لگا:

میں ایک دن بازار میں جارہا تھا کہ میرا موکل جن گھبرایا ہوا میرے پاس آیا۔ اس نے کہا: کیا آپ کو خبر ہے کہ جنات ایک انقلاب کے آنے کے بعد نہایت خوف زدہ اور نا اُمید سے ہوگئے ہیں۔ وہ اپنا رخت سفر تک باندھ چکے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تائید کرتے ہوئے فرمایا:

یہ سچ کہتا ہے۔ ایک دفعہ میں ان کے بتوں کے پاس سویا ہوا تھا۔ اچانک ایک شخص آیا۔ اُس نے بتوں کے نام پر وہاں ایک بچھڑا ذبح کیا، پھر ایک چیخنے والے نے زور سے چیخ ماری۔ یہ اس قدر بلند چیخ تھی کہ اس سے بلند چیخ میں نے اپنی زندگی میں پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ وہ کہنے لگا:

ہائے ہم مارے گئے۔ ایک صائب الرائے اور فصیح شخص آگیا ہے جو ''لا الٰہ الا اللہ'' کا اعلان کرتا ہے۔

سیدنا عمر فاروق کہتے ہیں: میں وہاں سے چل دیا، پھر تھوڑے عرصے بعد ہم نے سنا کہ ایک نبی کا ظہور ہوا ہے جو ''لا الٰہ الا اللہ'' کہتا ہے۔

سیرت نگاروں کے مطابق یہ واقعہ بھی سیدنا عمر فاروق کو اسلام کے قریب لانے کا سبب بنا۔

(صحيح البخاري حديث: 3866)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضری

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنے ایمان کا اقرار کرنے کے لیے سعید بن زید کے گھر سے نکلے۔ تلوار آپ کے ہاتھ میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے دار ارقم کو اُس وقت اپنا مرکز بنا رکھا تھا...... سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہاں موجود لوگوں نے سیدنا عمر کی آواز سنی تو گھبرا گئے۔ کوئی بھی آگے بڑھ کر دروازہ کھولنے کی جرأت نہ کر سکا کیونکہ سب جانتے تھے کہ عمر دین اسلام اور پیغمبر اسلام کا کس قدر دشمن ہے۔ لوگوں کو خوف زدہ دیکھ کر سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے...... پوچھا: کون ہے؟ اُنہوں نے کہا: عمر بن خطاب ہے۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دروازہ کھول دو...... اگر اللہ کی طرف سے اس کے نصیب میں بھلائی لکھی ہے تو وہ مسلمان ہو جائے گا بصورت دیگر اُسے قتل کرنا کوئی مشکل کام نہ ہوگا۔ لوگوں نے دروازہ کھول دیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے صحابی نے عمر بن خطاب کے دونوں کندھے جکڑ لیے اور مضبوطی سے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے انہیں چھوڑنے کا حکم دیا، اور بنفس نفیس اٹھ کر آگے بڑھے اور اپنے دست مبارک سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی کمر اور چادر کو پکڑ کر جھٹکا دیا اور دریافت فرمایا:

مَا جَاءَ بِكَ؟ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، وَاللّٰهِ! مَا أَرَى أَنْ تَنْتَهِيَ حَتَّى يُنْزِلَ اللّٰهُ بِكَ قَارِعَةً

''ابن خطاب، کس ارادے سے آئے ہو؟ اللہ کی قسم! مجھے محسوس ہوتا ہے کہ تم اس وقت تک اپنی حرکتوں سے باز نہ آؤ گے جب تک اللہ کی طرف سے تم پر کوئی بڑی آفت نہ آن پڑے۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کے رسول! میں تو اللہ پر، اس کے رسول ﷺ پر اور اس کی کتاب پر ایمان لانے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ یہ سن کر اللہ کے رسول ﷺ نے بلند آواز سے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اب سب سمجھ گئے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی دین اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔

(فضائل الصحابة للإمام أحمد: 344/1)

رسول اللہ ﷺ کے بعد مسلمانوں نے اس قدر زور سے تکبیر کہی کہ ان کی آواز مکہ کی گلیوں تک سنی گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ تین مرتبہ حضرت عمر کے سینے پر مارا اور تینوں مرتبہ یہ دعا فرمائی:

اللّٰهُمَّ أَخْرِجْ مَا فِي صَدْرِهِ مِنْ غِلٍّ، وَأَبْدِلْهُ إِيمَانًا

''اے اللہ! عمر کے سینے میں موجود کینہ صاف کر دے اور ایمان سے بدل دے۔''

قریش کو سیدنا عمر فاروق کے اسلام لانے کی اطلاع

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب میرے والد نے اسلام قبول کیا تو لوگوں سے پوچھا: مکہ میں سب سے زیادہ ادھر کی بات ادھر پھیلانے کی عادت کس شخص کی ہے؟ انہیں بتایا گیا: جمیل بن معمر جمحی یہ کام بہت شوق سے کرتا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فوراً اس کی طرف چل دیے۔ میں ان کے پیچھے پیچھے تھا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جمیل کے پاس پہنچے اور کہا: جمیل! کچھ سنا تم نے...... میں مسلمان ہو گیا ہوں۔

یہ سننا تھا کہ وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی بات کیے بغیر ہی فوری طور پر اپنی چادر گھسیٹتا ہوا کھڑا ہوا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے اور میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھا۔ مسجد حرام کے دروازے پر پہنچا اور چلا چلا کر کہنے لگا: قریشیو! خبردار ہو جاؤ۔ خطاب کا بیٹا بے دین ہو چکا ہے۔ لوگ کعبہ کے گرد اپنی مجلسوں میں بیٹھے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب اس کی بات سنی تو بولے: یہ جھوٹ بولتا ہے میں بے دین نہیں ہوا بلکہ مسلمان ہوا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ سب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو مارنے کے لیے ان کی طرف بڑھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن ربیعہ کو پکڑ کر زمین پر دے مارا۔ اس کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور اسے مارنے لگے۔ انہوں نے اپنی انگلیاں اس کی آنکھوں میں زور سے چبھوئیں تو عتبہ درد کے مارے چلانے لگا۔

لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ اب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کفار میں سے جو بھی آگے بڑھنے کی جرأت کرتا، کوئی نہ کوئی سردار اسے منع کر دیتا۔ آہستہ آہستہ سب ڈر کے مارے پیچھے ہٹ گئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان تمام مجالس میں جن میں وہ زمانہ کفر میں بیٹھا کرتے تھے اپنے قبولِ اسلام کا اعلان کیا۔

(الریاض النضرة: ص 319، و الرحیق المختوم: ص 150، 151)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفاع اسلام میں سیدنا عمر کی کوششیں

سیدنا عمر فاروق فرماتے ہیں: جس روز میں نے اسلام قبول کیا، اسی وقت میں بیت اللہ میں گیا اور اپنے اسلام کا ببانگ دہل اعلان کر دیا۔ کچھ لوگ مجھ سے لڑنے کے لیے اٹھے۔ میں نے بھی ان کا مقابلہ شروع کر دیا۔ جب میرے ماموں نے یہ منظر دیکھا تو بولا: ''یہ کون لوگ ہیں؟'' لوگوں نے کہا: ''خطاب کا بیٹا بے دین ہو گیا ہے...'' میرا ماموں حطیم میں کھڑا ہوا اور بولا: ''میں نے اپنے بھانجے کو پناہ دے دی ہے کوئی اس کے نزدیک نہ آئے..'' میرے ماموں کا اعلان سن کر لوگ پیچھے ہٹ گئے۔''

میں دیکھ رہا تھا کہ مسلمانوں کو ان کے اسلام کی وجہ سے جا بجا اذیت دی جا رہی ہے، جبکہ مجھے کوئی نہیں مار رہا۔ میں نے اپنے دل میں کہا: مصیبتوں کے جو پہاڑ غریب مسلمانوں پر توڑے جا رہے ہیں وہ مجھ پر بھی ٹوٹنے چاہییں۔ میں تھوڑی دیر ٹھہر گیا۔ جب لوگ دوبارہ حطیم میں بیٹھ گئے تو میں اپنے ماموں کے پاس آیا اور ان سے کہا: ''سنو۔'' وہ بولا: ''میں کچھ نہیں سن رہا..'' میں نے کہا: ''میں تمھاری پناہ تمھیں واپس کرتا ہوں۔'' وہ بولا: ''میرے بھانجے! ایسا مت کر..'' میں نے کہا: ''میں تمھاری پناہ تمھیں واپس کرتا ہوں۔'' ''تو پھر جو چاہو کرو'' اس نے کہا۔

اس کے بعد سے یہی ہوتا رہا کہ کبھی قریش مجھے مارتے اور کبھی میں قریش کو مارتا...... اسلام کے غلبے تک یہی صورتحال رہی۔

(شرح المواهب: 320/1، وتاريخ ابن عساكر (مخطوط)، وأسد الغابة: 55/4۔)

دو بڑے اعزاز

امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا شمار اُن صحابہ کرام میں ہوتا ہے جو نبوت کے ابتدائی برسوں میں مسلمان ہوئے۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔ خلفاء راشدین میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کا نمبر آتا ہے۔ آپ کو رسول اللہ ﷺ کا سسر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا امہات المومنین میں شامل ہیں۔

راہ حق میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی استقامت

اسلام لانے کے بعد ایک مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مشرکین مکہ سے جھڑپیں طلوع صبح سے لے کر غروب آفتاب تک جاری رہیں۔ اس کے بعد آپ تھک کر بیٹھ گئے۔ انہیں بیٹھا دیکھ کر مشرکین آپ کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔

آپ نے فرمایا: ''تم جو چاہو کرو...... اللہ کی قسم! اگر ہماری تعداد تین سو تک پہنچ جائے تو تمہارے اور ہمارے درمیان مکمل فیصلہ ہو جائے گا یا تو پھر تم رہو گے یا ہم رہیں گے''۔ ابھی وہ سب ایسے ہی کھڑے تھے کہ ایک معزز شخص ریشمی چادر اور کڑھائی والی قمیص پہنے آیا اور بولا: ''کیا بات ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''خطاب کا بیٹا بے دین ہو گیا ہے۔''

وہ شخص بولا: ''خاموشی اختیار کرو...... ایک شخص نے اپنے لیے اپنی مرضی سے ایک دین پسند کیا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ بنی عدی اسے تمہارے حوالے کر دیں گے؟''

اس شخص کا یہ جواب سن کر وہ سب آناً فاناً رفو چکر ہو گئے اور مطلع بالکل صاف ہو گیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ایک دفعہ مدینے میں آپ سے پوچھا: ''ابا جان! اُس دن آپ کو ان لوگوں سے چھڑانے والا شخص کون تھا؟'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میرے بیٹے! وہ عاص بن وائل سہمی تھا۔''

(أسد الغابة: 56/4، وسيرة ابن هشام: 219/1، وغيرهما۔)

دُنیا کی سب سے قیمتی چیز

ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ مکرمہ روانہ ہونے لگے تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

لَا تَنْسَانَا يَا أُخَيَّ فِي دُعَائِكَ

''اے میرے پیارے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا''۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے روئے زمین کی تمام قیمتی اشیاء رسول اللہ ﷺ کے اس لفظ «یا أُخَيَّ» کے مقابلے میں ہیچ نظر آتی ہیں۔

(سنن أبي داود، حديث: 1498۔)

محكم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاروق کا لقب

اسلام قبول کرنے کے فوراً بعد سیدنا عمر فاروق نے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: اللہ کے رسول، کیا ہم لوگ حق پر نہیں ہیں؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ! اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم لوگ حق پر ہو۔''

''پھر ہم چھپ کر کیوں رہیں؟ اللہ کی قسم! تم سب لوگ باہر نکلو گے''۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جذبہ ایمانی سے سرشار ہو کر بولے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کر چکے ہیں، اور آپ کے پیچھے اللہ کے شیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی طاقتور شخصیت بھی موجود ہے اور اب اسلامی دعوت اس مرحلے پر پہنچ چکی ہے ، جہاں وہ اپنا دفاع

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہو جانے سے دعوت کے کام پر اثرات

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ہم طاقتور ہو گئے۔ اس سے پہلے ہم بیت اللہ کا طواف کر سکتے تھے نہ ہی ہمیں وہاں نماز پڑھنے کی اجازت تھی۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے مشرکین کو للکارا، پھر ہم نے مسجد حرام میں نماز بھی پڑھی اور بیت اللہ کا طواف بھی کیا''۔

ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا عظیم الشان فتح تھی...... ان کی ہجرت فتح کی نوید اور ان کی امارت باعث رحمت تھی۔ مجھے یاد ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے ہم بیت اللہ کا طواف کر سکتے نہ اس کے قریب نماز پڑھ سکتے تھے۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تو ہم نے مشرکین سے لڑائی کی یہاں تک کہ انہوں نے ہمارا راستہ چھوڑ دیا اور ہم نے حرم میں نماز ادا کی۔

(فضائل الصحابة للإمام أحمد:1/344۔)

کرنے اور راستے کی تکالیف دور کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، تو آپ ﷺ نے حضرت عمر کی تجویز قبول کر لی۔

چنانچہ مسلمان دو صفیں باندھ کر باہر نکلے۔ ایک صف کے آگے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ تھے، جبکہ دوسری صف کی قیادت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے۔ جب مسلمان مسجد حرام میں داخل ہوئے اور قریش کی نظریں حمزہ بن عبد المطلب اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما پر پڑیں، تو ان کے چہرے مرجھا گئے۔ اس دن آپ ﷺ نے سیدنا عمر بن خطاب کو ''فاروق'' کا لقب عطا فرمایا اور کہا:

إِنَّ اللَّهَ قَدْ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ، وَهُوَ الْفَارُوقُ فَرَّقَ اللَّهُ بِهِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ

''اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق جاری کر دیا ہے۔ وہ ''فاروق'' ہیں، جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ حق اور باطل کے درمیان فرق واضح کر دیتا ہے۔''

(الرياض النضرة: 1/188، شرح المواهب: 1/320)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تواضع

سیدنا عمر بن خطاب کا بچپن خاصا مشکل حالات میں گزرا۔ یہ کوئی خوشحال گھرانہ نہیں تھا۔ سخت گیر والد کے اونٹ چرانے کے علاوہ اپنی خالہ کی بکریاں بھی چرایا کرتے تھے۔ ان کی خالہ بنو مخزوم سے تعلق رکھتی تھیں۔

اپنی خلافت کے دور میں ایک دن ان کے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ میں امیر المومنین ہوں۔ امت میں مجھ سے بڑا منصب کس کے پاس ہے؟ میرے اوپر اللہ کے سوا کوئی نہیں، یہ خیال آتے ہی انہوں نے لوگوں کو بلوایا، جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو اللہ اکبر کہہ کر منبر پر چڑھ گئے، اللہ رب العزت کی حمد و ثنا بیان کی اور آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کے بعد کہنے لگے: لوگو...... میں اپنی خالہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا وہ مجھے اس کے عوض ایک مٹھی کھجور یا منقی دے دیا کرتی تھی۔

(ابن سعد:3/293)

قارئین کرام یہ وضاحت انہوں نے اس لیے کی کہ ان کے دل میں خیال آ گیا تھا کہ میں بڑا آدمی ہوں اس لیے انہوں نے اصلاح نفس کے لیے فوری طور پر خود کو پست کر کے پیش کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر فاروق کا علم

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قرآن وحدیث کی تعلیم، رہنمائی یا کسی بھی علم کے حصول کے موقع پر کبھی کسی سے پیچھے نہ رہے۔ وہ خود فرماتے ہیں:

میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی جو میرے ساتھ مدینہ کے مضافات میں رہتا تھا۔ ہم دونوں، باری باری ایک ایک دن رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔ جب میری باری ہوتی تو اس روز میں دن بھر اللہ کے رسول ﷺ سے علم حاصل کرتا اور جب اس کی باری ہوتی تو وہ بھی ایسا ہی کرتا تھا، پھر ہم تبادلہ خیالات کر لیتے تھے۔ (عمر بن الخطاب للدكتور أبي النصر، ص: 87، وصحيح البخاري، حديث: 89)

نبی ﷺ نے بذات خود سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی وسعت علمی کی گواہی دی تھی۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میں ایک دفعہ سو رہا تھا کہ خواب میں میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا۔ میں نے اس پیالے سے دودھ پیا حتی کہ اس کی سیرابی کا اثر اپنے ناخنوں میں ظاہر ہوتا دیکھا، پھر میں نے باقی ماندہ دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا۔ لوگوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا۔ اللہ کے رسول۔ آپ نے اپنے اس خواب کی کیا تعبیر فرمائی؟ نبی ﷺ نے فرمایا: میں اس کی تعبیر علم سے کرتا ہوں۔ (صحيح البخاري، حديث: 7006، 7007۔)

سیدنا صہیب رومی رضی اللہ عنہ کا بیان

صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو اسلام کھل کر سامنے آگیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو علانیہ اسلام کی طرف بلایا۔ ہم بیت اللہ کے گرد حلقوں کی شکل میں بیٹھے، ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور جس نے ہم سے سختی کی ہم نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ (الطبقات الكبرى: 3/269۔)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سفر ہجرت

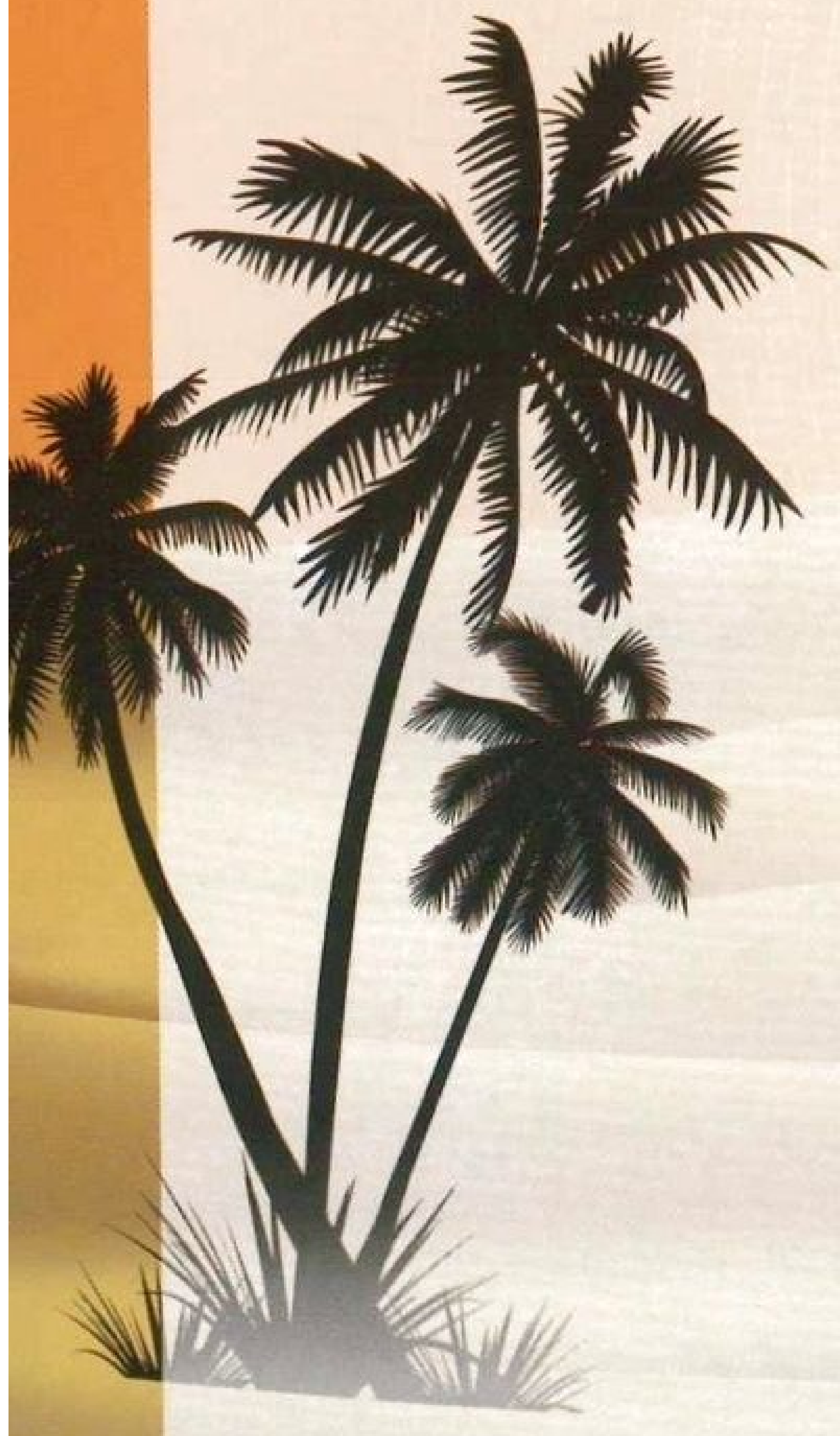

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے علانیہ ہجرت فرمائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنہوں نے علانیہ ہجرت کی جبکہ دیگر مہاجرین نے خفیہ ہجرت کی۔ انہوں نے کس شان سے ہجرت کی آیئے تاریخ کی روشنی میں پڑھتے ہیں:

جب ہجرت کا ارادہ فرمایا تو تلوار گلے میں لٹکائی، کندھے پر کمان رکھی، ہاتھ میں تیر تھامے، نیزہ پہلو میں رکھا اور سیدھے بیت اللہ کے پاس پہنچے۔ لوگ مسجد حرام کے صحن میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے سب کی موجودگی میں بیت اللہ کے گرد اطمینان سے سات چکر مکمل فرمائے، پھر مقام ابراہیم پر پہنچے اور تسلی سے نماز ادا کی، پھر باری باری ہر مجلس میں پہنچے اور کہا: چہرے بدشکل ہو جائیں، اللہ تعالیٰ تم جیسے لوگوں کی ناک خاک آلودہ کریں۔

جو چاہتا ہے کہ اس کی ماں اسے گم پائے، اس کے بچے یتیم ہو جائیں اور اس کی بیوی بیوہ ہو جائے، وہ حرم سے باہر وادی میں آکر میرا مقابلہ کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: چند کمزور مسلمانوں کے سوا وہاں کوئی نہ آیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تسلی دی اور پھر عازم سفر ہو گئے۔ (صحيح التوثيق في سيرة وحياة الفاروق: ص 30۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر فاروق کی فراست

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خود بیان فرماتے ہیں کہ جب ہم نے ہجرت کا ارادہ کیا تو میں، عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن عاص بن وائل سہمی نے بنوغفار کے محلے میں ''تناضب'' نامی جگہ پر اکٹھے ہونے کا فیصلہ کیا۔ یہ علاقہ ''سرف'' نام کے ایک مقام سے کچھ اوپر واقع تھا۔ ہم نے طے کیا کہ ہم میں سے جو بھی پیچھے رہ گیا، دوسرے احباب اس کا انتظار نہیں کریں گے اور مدینہ کی طرف چل دیں گے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں اور عیاش بن ابی ربیعہ مقررہ مقام پر پہنچ گئے۔ ہشام کو روک لیا گیا۔ وہ آزمائش میں مبتلا ہو گیا تھا۔ ہم مدینہ طیبہ پہنچ گئے، یہاں بنوعمرو بن عوف کے محلے میں آئے۔ یہ محلّہ قباء کے پاس تھا؛ ہم نے وہیں قیام کیا۔ اُدھر ابوجہل بن ہشام اور حارث بن ہشام مکہ سے عیاش بن ابی ربیعہ کے تعاقب میں نکلے۔ عیاش ان کا چچازاد بھائی تھا۔ وہ دونوں اس کے تعاقب میں مدینہ پہنچ گئے۔ اُس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں تھے۔ ان دونوں نے عیاش بن ربیعہ سے یہ گفتگو کی: تیری ماں نے نذر مانی ہے کہ وہ اس وقت تک سر میں کنگھی کرے گی نہ سائے میں آئے گی جب تک وہ تجھے نہ دیکھ لے۔

یہ سُن کر عیاش کا دل موم ہو گیا۔ میں نے اسے سمجھایا: اللہ کی قسم! یہ صرف تمہیں تمہارے دین سے بھٹکانے آئے ہیں...... ان سے بچ کر رہو۔ اللہ کی قسم! تمہاری ماں کو جب سر کی جوئیں تنگ کریں گی اور مکہ کی شدید دھوپ بے قرار کر دے گی تو وہ کنگھی بھی کرے گی اور سائے میں بھی آ جائے گی، لیکن عیاش نے کہا: نہیں، میں اپنی ماں کی قسم پوری کرنا چاہتا ہوں۔ میرا مکہ میں بہت سا مال بھی رہ گیا ہے وہ بھی لیتا آؤں گا۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دیکھ! تجھے علم ہے کہ میرے پاس بہت زیادہ مال ہے تم ان کے ساتھ نہ جاؤ۔ میں تجھے اپنا آدھا مال دے دوں گا لیکن عیاش رضی اللہ عنہ نہ مانے۔ اس نے واپس جانے ہی پر اصرار کیا۔ آخر کار میں نے اس سے کہا: دیکھ! اگر تو نے ان کے ساتھ واپس جانے کا مصمم ارادہ کر ہی لیا ہے تو یہ میری اونٹنی لے جا۔ یہ بڑی اچھی اور تجربہ کار ہے اس سے نیچے نہ اُترنا۔ اگر تجھے ان سے دھوکے کے آثار نظر آئیں تو اسی اونٹنی پر نکل بھاگنا۔

عیاش اس اونٹنی پر سوار ہو کر ابوجہل اور حارث کے ساتھ واپس چل دیا۔ ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ ابوجہل نے اُس سے کہا: میرے بھائی! اللہ کی قسم! میرا اونٹ تنگ کرنے لگا ہے کیا تو مجھے اپنے ساتھ سوار نہیں کر سکتا؟ عیاش نے کہا۔ کیوں نہیں، اُس نے اونٹنی کو بٹھا دیا۔ ابوجہل نے بھی اپنا اونٹ بٹھا دیا تا کہ وہ اتر سکے اور عیاش کی اونٹنی پر سوار ہو سکے لیکن اچانک اسی اثنا میں دونوں نے عیاش پر حملہ کر دیا اور اُسے رسیوں سے جکڑ دیا۔ اسی حالت میں وہ اسے لے کر مکہ پہنچ گئے۔

مکہ پہنچ کر ابوجہل نے کہا: مکہ والو، اپنے بیوقوفوں کے ساتھ ایسا ہی کرو جیسا ہم نے اپنے اس بے وقوف کے ساتھ کیا ہے۔ ابوجہل اور حارث بن ہشام نے بھرپور منصوبہ بندی کی اور عیاش کو دھوکہ دینے میں کامیاب رہے، مگر سیدنا عمر فاروق نے اپنی خداداد فراست سے پہچان لیا کہ اس کے ساتھ دھوکا ہوگا اور اسے قید کر لیا جائے گا۔ یہ ان کی بے حد ذہانت اور فراست کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(السيرة النبوية الصحيحة: 205/1، والرحيق المختوم، للشيخ صفي الرحمن المباركفوري)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر فاروق کی دور اندیشی

قریش کا مشہور سالار عمیر بن وہب معرکہ بدر کے بعد رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے مدینہ طیبہ آیا۔ اس وقت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ چند لوگوں کے ساتھ بیٹھے بدر کے واقعات کی یاد تازہ کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس دن اہل اسلام کو جو عزت عطا فرمائی اس کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ اچانک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہ شیطان قریش عمیر بن وہب پر پڑی۔ اُس نے مسجد کے دروازے پر اپنی سواری بٹھائی۔ اُس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

یہ کتا تو اللہ کا دشمن عمیر بن وہب ہے۔ ہو نہ ہو یہ کسی بُرے ارادے سے آیا ہے۔ یہی وہ شخص ہے جس نے کفار کو بھڑکا کر مسلمانوں کے خلاف میدان جنگ میں لا کھڑا کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پھرتی سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول: اللہ کا دشمن عمیر بن وہب ننگی تلوار لیے آ رہا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اس کی تلوار کے نیام کی پٹی سے، جو اس کی گردن میں حمائل تھی، مضبوطی سے پکڑ کر قابو میں کر لیا، پھر انصاری ساتھیوں سے کہا:

اسے اسی حالت میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس لے چلو اور وہاں بٹھا دو۔ اس خبیث کا خیال رکھنا کیونکہ اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ وہ لوگ اسے اپنی گرفت میں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

جب نبی ﷺ نے اسے اس حالت میں دیکھا تو صحابہ کرام سے فرمایا:

اسے چھوڑ دو...... اب آپ ﷺ عمیر سے مخاطب ہوئے: عمیر، میرے قریب آ جاؤ۔ وہ قریب آیا تو اس نے اِنْعَمُوا صَبَاحًا (صبح بخیر) کہا۔ یہ اہل جاہلیت کا آپس میں سلام کرنے کا طریقہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَكْرَمَنَا اللّٰهُ بِتَحِيَّةٍ خَيْرٍ مِنْ تَحِيَّتِكَ يَا عُمَيْرُ، بِالسَّلَامِ،
تَحِيَّةِ أَهْلِ الْجَنَّةِ. فَقَالَ: فَمَا جَاءَ بِكَ يَا عُمَيْرُ؟

عمیر! ہمیں اللہ تعالیٰ نے تم سے بہتر سلام عطا فرمایا ہے جو اہل جنت کا سلام ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: عمیر! تم یہاں کس غرض سے آئے ہو؟

عمیر نے کہا: میں بدر کی جنگ میں گرفتار ہونے والے اپنے قیدی بیٹے کی خبر لینے آیا ہوں۔ آپ اس سے اچھا سلوک کیجیے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: اگر تم اسی کام کے لیے آئے ہو تو پھر تمہارے پاس اس تلوار کا کیا کام؟ وہ بولا: اللہ ان تلواروں کا برا کرے جنھوں نے ہمیں کوئی فائدہ ہی نہیں پہنچایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عمیر، سچ سچ بتاؤ، تم یہاں کس مقصد سے آئے ہو؟ اس نے پھر باصرار کہا: میں تو اسی کام کے لیے آیا ہوں۔ تب نبی ﷺ نے فرمایا: عمیر...... تم غلط کہہ رہے ہو۔ کیا یہ سچ نہیں کہ تم اور صفوان بن امیہ حطیم میں بیٹھے تھے۔ تم نے بدر کے مقتول قریشی سرداروں کو ذلت کے ساتھ کنویں میں پھینکے جانے کا تذکرہ کیا...... پھر تم نے کہا: اگر مجھے اپنے قرضے اور اہل وعیال کا ڈر نہ ہوتو میں مدینے جا کر محمد ﷺ کو قتل کر سکتا ہوں۔ صفوان بن امیہ نے مجھے قتل کرنے کی شرط پر تمہارا قرضہ ادا کرنے اور تمہارے بچوں کی پرورش کا ذمہ لے لیا۔ عمیر، یاد رکھو اللہ میرے اور تمہارے درمیان حائل ہے۔

یہ سن کر عمیر حیران وششدر رہ گیا۔ وہ فوراً بول اُٹھا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کے رسول! ہم آپ کے اس دعوے کو جھٹلاتے تھے کہ آپ کے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں۔ میرے اور صفوان کے درمیان ہونے والے معاملہ کی ہم دونوں کے سوا کسی کو کانوں کان خبر نہیں تھی۔ اللہ کی قسم! مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس یہ خبر آسمان ہی سے آئی ہے۔ یقیناً تعریف کے لائق ہے وہ ذات جس نے مجھے ہدایت عطا فرمائی، سیدھی راہ پر چلا دیا اور اس کے اسباب بھی فراہم فرما دیے۔ عمیر نے اس کے بعد حق کی شہادت دی۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی کو دین کی تعلیم دو، اسے قرآن سکھلاؤ اور اس کا قیدی بھی چھوڑ دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسی طرح کیا۔ (صحيح السيرة النبوية لإبراهيم العلي:259-)

اس قصے سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فہم وفراست اور بیداری کا پتہ چلتا ہے جو اُنہی کا خاصہ تھی۔ جب عمیر آئے تو فوراً خبردار ہو گئے، اس سے محتاط رہنے کی تلقین کی اور اعلان کر دیا کہ یہ شیطان ہے۔ یہ کسی بُرے ارادے سے آیا ہے کیونکہ اس کی سابقہ زندگی سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بخوبی آگاہ تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے سود ریاضت پر اظہار تأسف

عیسائی راہب اپنے مذہب پر کاربند رہنے اور اسے پھیلانے کے لیے بڑی محنت اور مشقت کرتے ہیں۔ ایک دن سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک راہب کے عبادت خانے کے قریب سے گزرے اور اُسے پکارا: اے راہب! آواز سن کر راہب بالاخانے سے جھانکنے لگا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھا کچھ غور کیا...... اور پھر ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ دیکھنے والوں نے پوچھا: امیر المؤمنین آپ کی آنکھوں میں آنسو؟ ارشاد فرمایا: اس راہب کو دیکھ کر مجھے اللہ تعالیٰ کا فرمان یاد آ گیا۔

﴿ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝٣ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ﴾

’’(کچھ چہرے اس دن) سخت محنت کے باعث تھکے ہوں گے اور بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے‘‘۔

میری آنکھوں میں اس لیے آنسو آ گئے کہ اس قدر محنت اور مشقت کرنے والے راہب کل جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ حالانکہ انہوں نے عبادت و ریاضت بہت کی ہوگی۔ مگر یہ عبادت اور جدوجہد غلط طریقے پر کرتے رہے۔ (تفسیر ابن کثیر: 444/6)

واضح رہے کہ اس آیت کے مصداق وہ بدعتی لوگ بھی ہیں جو نیک عمل کی محنت تو بہت کرتے ہیں مگر یہ نیک اعمال سنت مطہرہ کے مطابق نہیں کرتے اور قرآن وسنت کو چھوڑ کر اپنے پیشواؤں کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوٓاْ أَعْمَٰلَكُمْ ﴾ (محمد-٣٣)

اے ایمان والو! اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو ضائع مت کرو۔

یعنی جو کام اللہ کے مقرر کردہ طریقے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق نہیں ہونگے، وہ سب بے کار اور برباد ہیں۔

اطاعت رسول ﷺ میں مستعدی

غزوہ بدر کے قیدیوں میں ایک شخص سہیل بن عمرو بھی تھا۔ یہ شخص قریش کا سردار ہی نہیں بلکہ ان کا خطیب بھی تھا۔ یہ اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں ہرزہ سرائی کیا کرتا تھا۔ جس سے سیدنا عمر فاروق بخوبی واقف تھے اس لیے انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کی:

اللہ کے رسول! مجھے اجازت مرحمت فرمائیں، میں اس کے اگلے دونوں دانت توڑ ڈالوں۔ اسے اپنے الفاظ پر پورا کنٹرول نہیں رہے گا اور یہ آپ ﷺ کے خلاف کبھی ہرزہ سرائی نہیں کر سکے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’میں اس کی شکل نہیں بگاڑوں گا، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ بھی یہی سلوک کرے حالانکہ میں اس کا نبی ہوں۔ ممکن ہے کہ وہ آنے والے وقت میں مسلمان ہو جائے‘‘۔

پھر ایسا ہی ہوا کہ وہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام کی نعمت سے بہرہ ور ہو گئے۔ ان کا اسلام اس قدر پختہ ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی وفات کے بعد جب مکہ کے چند افراد نے اسلام سے مرتد ہونے کا ارادہ کیا اور مکہ کے گورنر عتاب بن اسید ان لوگوں سے خائف ہو کر چھپ گئے تو سہیل بن عمرو نے ان سے خطاب کیا۔ اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر نبی ﷺ کی وفات کا تذکرہ کیا اور کہا کہ آپ ﷺ کی وفات سے اسلام کمزور نہیں ہوا بلکہ مزید طاقتور ہوا ہے۔ جس نے ہمارے دین میں شک کیا، ہم اس کی گردن اڑا دیں گے۔ ان کے اس جاندار موقف کے بعد ان لوگوں نے اپنی رائے بدل ڈالی اور اسلام پر قائم رہے۔

(البداية والنهاية: 311/3۔ التاريخ الاسلامی للحمیدی: 181/4)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوہ احد میں دشمن کو مسکت جواب

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک نمایاں خوبی یہ تھی کہ وہ جہاد کے میدانوں میں ہمت نہیں ہارتے تھے۔ وہ نہایت بلند ہمت تھے اور ذلت ورسوائی کا راستہ ہرگز اختیار نہیں کرتے تھے، چاہے انہیں شکست کے واضح آثار ہی نظر آنے لگیں۔ ہر حال میں وہ ثابت قدم رہتے تھے۔

احد کے دن ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔ غزوہ اُحد دوسرا بڑا معرکہ تھا جس میں رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس شریک تھے۔ معرکے کے اختتام پر ابوسفیان ایک جگہ کھڑا ہوگیا اور بولا: کیا تم لوگوں میں محمد موجود ہیں؟

نبی ﷺ نے فرمایا: اسے جواب نہ دینا۔

پھر بولا: کیا تم لوگوں میں ابوقحافہ کا بیٹا موجود ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا جواب نہ دو۔

پھر اس نے سوال کیا: کیا تم لوگوں میں خطاب کا بیٹا ہے؟

جب آپ ﷺ نے ہر دفعہ جواب دینے سے منع فرمادیا تو وہ بولا:

یہ سب قتل ہوگئے...... اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔

یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ضبط نہ کر سکے اور کڑک کر بولے۔ اللہ کے دشمن! تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ نے تیری رسوائی کا بہت کچھ سامان باقی رکھا ہوا ہے۔

ابوسفیان نے کہا: أُعْلُ هُبَلُ ''ہبل! تو بلند ہو''۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے جواب دو۔ لوگوں نے پوچھا: کیا جواب دیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا:

قُولُوا: اللَّهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ

''کہو: اللہ سب سے بلند اور بزرگ تر ہے''۔

ابوسفیان نے کہا: لَنَا عُزَّى وَلَا عُزَّى لَكُمْ

''ہمارے پاس عُزّیٰ ہے اور تمہارے پاس عُزّیٰ نہیں ہے''۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: أَجِيبُوهُ ''اس کا جواب دو''۔

صحابہ نے پوچھا: کیا جواب دیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قُولُوا: اللَّهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ

''تم جواب دو کہ اللہ ہمارا کارساز ہے اور تمہارا کوئی کارساز نہیں''۔

ابوسفیان نے کہا: آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور لڑائی میں تو ایسا ہوتا رہتا ہے کبھی فتح تمہاری کبھی ہماری، ہاں البتہ تم اپنے مقتولین کی نعشوں کے بعض اعضاء کٹے ہوئے پاؤ گے، جس کا میں نے حکم نہیں دیا...... لیکن یہ کام مجھے بُرا بھی نہیں لگا۔

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارا تمہارا معاملہ برابر نہیں ہے۔ ہمارے مقتولین جنت میں اور تمہارے جہنم میں ہیں۔

پھر ابوسفیان آگے بڑھا اور پوچھا: عمر! میں تمہیں قسم دیتا ہوں۔ بتاؤ کیا ہم نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا ہے؟

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، بلاشبہ وہ اس وقت تمہاری باتیں سن رہے ہیں۔

ابوسفیان نے کہا: تم میرے نزدیک ابن قمئہ سے زیادہ سچے اور قابل اعتبار ہو۔ ابن قمئہ نے مجھ سے کہا تھا کہ اس نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا ہے۔

(السيرة النبوية الصحيحة: 392/2، والرحيق المختوم للشيخ صفي الرحمن المباركفوري۔)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رعب ودبدبہ

1۔ قریش کے تمام قبائل معرکہ بدر میں مسلمانوں کے بالمقابل آئے، لیکن بنو عدی یعنی حضرت عمر کے قبیلے میں سے ایک شخص بھی شریک نہیں ہوا۔ یہ امر جہاں تک قیاس کیا جا سکتا ہے صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رعب ودبدبہ کے باعث تھا۔

2۔ سب سے پہلے جو شخص اس معرکہ میں شہید ہوا وہ مہجع نامی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا غلام تھا۔

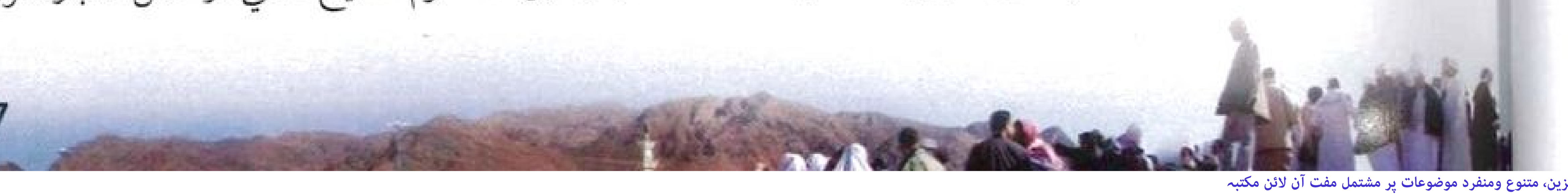

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ابوجندل

صلح حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ اور سہیل بن عمرو کے درمیان معاہدہ طے پایا۔ معاہدے کی ایک شرط یہ تھی کہ اگر اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر اہل مکہ میں سے کوئی شخص مسلمانوں سے آن ملے گا، تو مسلمان اسے واپس کرنے کے پابند ہوں گے۔

ابھی یہ معاہدہ لکھا ہی جا رہا تھا کہ سہیل بن عمرو کا اپنا بیٹا ابوجندل بن سہیل اپنی بیڑیاں گھسیٹتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ پہنچا۔ وہ مکہ کے نشیبی علاقے سے نکل کر آیا تھا۔ یہاں پہنچ کر وہ مظلومیت کی تصویر بن کر مسلمانوں کے درمیان آ موجود ہوا۔

سہیل نے کہا: یہ پہلا معاملہ ہے جس کے ذریعے آپ کے اور میرے درمیان معاہدے کا امتحان ہوگا۔ معاہدے کی رو سے آپ اسے واپس کرنے کے پابند ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابھی تو ہمارے درمیان تحریر مکمل بھی نہیں ہوئی؟! اس نے کہا: اگر آپ نے اسے واپس نہ کیا تو میں آپ سے صلح کا کوئی معاملہ طے ہی نہیں کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سہیل...... تم اسے میری خاطر ہی چھوڑ دو۔ اس نے کہا: میں آپ کی خاطر بھی نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ نے اصرار کیا تو سہیل نے بیٹے کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ رسید کیا۔ اور مشرکین کی طرف واپس کرنے کے لیے ان کی قمیص کا گلا پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹا۔ ابوجندل نے مسلمانوں کی طرف منہ کر کے فریاد کی اور چیخ کر کہنے لگے: کیا میں مشرکین کے حوالے کر دیا جاؤں گا؟ تاکہ وہ مجھے میرے دین سے برگشتہ کرنے کی کوشش کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوجندل! صبر کرو، اور اس تکلیف کو اجر و ثواب کا باعث سمجھو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اور دوسرے کمزور و بے بس مسلمانوں کے نجات کا راستہ پیدا فرمائے گا۔ ہم نے قریش سے صلح کر لی ہے اور انہیں اللہ کا عہد دے رکھا ہے لہذا ہم بد عہدی نہیں کر سکتے۔

یہ دردناک منظر دیکھ کر سیدنا عمر اچھل کر ابوجندل کے قریب آ پہنچے وہ ان کے پہلو میں چلتے جا رہے تھے اور کہتے جا رہے تھے: ابوجندل! صبر کرو۔ یہ مشرک لوگ ہیں ان کا خون بے قیمت ہے۔ اور ساتھ ساتھ اپنی تلوار کا دستہ بھی ان کے قریب کرتے جا رہے تھے۔ سیدنا عمر کا خیال تھا کہ ابوجندل ان کی تلوار لے کر اپنے باپ سہیل کی گردن اڑا دیں گے، لیکن وہ باپ کے بارے میں ایسی جرأت نہ دکھا سکے اور معاہدہ نافذ ہو گیا۔

(الرحيق المختوم، للشيخ صفي الرحمن المباركفوري: ص 467۔)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا امتیازی کردار

غزوہ بنو مصطلق میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا کردار بہت نمایاں تھا۔ ہوا یوں کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ سے فارغ ہو کر ابھی مُریسیع کے چشمہ پر ہی قیام پذیر تھے کہ کچھ لوگ چشمہ سے پانی لینے گئے۔ ان میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک مہاجر مزدور جہجاہ بن قیس غفاری بھی تھا۔ اس کی ایک انصاری سنان بن وبر جہنی کی پانی لینے پر تکرار ہو گئی اور دونوں آپس میں لڑ پڑے۔

سنان جہنی نے اپنے لوگوں کو پکارا اور ندا لگائی: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! ''انصار کے لوگو، مدد کے لیے پہنچو''۔ ادھر جہجاہ نے آواز دی: يَامَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ! ''مہاجر بھائیو، مدد کو پہنچو''۔ اللہ کے رسول ﷺ خبر پاتے ہی وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا: اور میں یہ کیسی آوازیں سن رہا ہوں۔ ایسے تو زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنے قبیلوں کو پکارا کرتے تھے۔ دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ ''اس پکار کو چھوڑ دو یہ متعفن ہے۔''

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے سنا تو بولا: کیا واقعی اس مہاجر نے ایسا کیا ہے؟ خبردار! اللہ کی قسم! جب ہم واپس مدینہ پہنچیں گے تو ہم میں سے عزت والا ذلت والے کو مدینہ سے نکال باہر کرے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی یہ بات سن لی۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: اللہ کے رسول مجھے اجازت دیجیے، میں اس منافق کی گردن اتار دوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ کہیں: محمد اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرنے لگا ہے۔

(السيرة النبوية لابن هشام: 319/3۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام دشمنوں کے لیے ننگی تلوار

رمضان المبارک 8 ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے۔ جب آپ ﷺ مَرُّ الظَّهْرَان نامی جگہ تشریف لائے تو ابوسفیان کو اپنی جان کا ڈر پیدا ہو گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کے چچا سیدنا عباس ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے معافی نامہ دلوانے کی پیشکش کی تو ابوسفیان اس پر آمادہ ہو گیا۔ سیدنا عباس ؓ اس قصے کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

میں نے ابوسفیان سے کہا: تیرا ستیاناس! اللہ کے رسول ﷺ تو اب سر پر آن پہنچے۔ اللہ کی قسم، قریشیو! اپنی جانیں بچاؤ ورنہ مارے جاؤ گے۔ ابوسفیان بولا: عباس! تم پر میرے ماں باپ قربان! اب کونسا حیلہ اختیار کرنا ہوگا؟ میں نے جواب دیا: اگر تو پکڑا گیا تو رسول اللہ ﷺ ضرور تجھے قتل کر دیں گے۔ تم میرے خچر پر سوار ہو جاؤ میں تجھے رسول اللہ ﷺ سے امان لے دیتا ہوں۔ ابوسفیان میرے پیچھے سوار ہو گیا۔ میں اسے لے کر چلا۔ راستے میں جب ہم مسلمانوں کے کسی روشن الاؤ کے قریب سے گزرتے تو انہوں نے کہا: یہ کون ہے؟ جب لوگ رسول اللہ ﷺ کے خچر پر مجھے دیکھتے تو صرف اتنا کہتے: اللہ کے رسول کے خچر پر آپ ﷺ کے چچا ہیں،

پھر وہ راستے سے ہٹ جاتے تھے۔ جب میں سیدنا عمر ؓ کے قریب سے گزرا تو انہوں نے کہا: یہ کون ہے؟ عباس ؓ فرماتے ہیں: سیدنا عمر ؓ فوراً میری طرف بڑھے۔ ابوسفیان کو میرے پیچھے سوار دیکھا تو چیخ اٹھے: اللہ کا دشمن ابوسفیان! اللہ کا شکر ہے کہ تو کسی پیشگی عہد اور امان کے بغیر ہی قابو آ گیا۔ یہ سُن کر ابوسفیان بھاگ کھڑا ہوا اور جلدی سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ سیدنا عمر ؓ بھی اس کا پیچھا کرتے ہوئے آ پہنچے۔ سیدنا عمر ؓ نے کہا: اللہ کے رسول! ابوسفیان کسی عہد کے بغیر ہی قابو آ گیا ہے۔ مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن اُڑا دوں۔

سیدنا عباس ؓ کہتے ہیں: میں نے کہا اللہ کے رسول! ابوسفیان کو میں نے پناہ دی ہے۔ جب سیدنا عمر ؓ زیادہ جذباتی ہو گئے تو میں نے سیدنا عمر ؓ سے کہا: عمر ٹھہر جاؤ، اگر بنو عدی کا کوئی آدمی ہوتا تو تیرا رویہ اتنا سخت نہ ہوتا۔ بنو عبد مناف سے ہونے کی وجہ سے تم ابوسفیان کے قتل کے درپے ہو۔

سیدنا عمر ؓ نے سیدنا عباس ؓ کو مخاطب کیا اور یوں گویا ہوئے: ٹھہرو عباس! سن لو۔ جس دن تم مسلمان ہوئے میں بہت خوش ہوا۔ تمہارا مسلمان ہونا مجھے اپنے باپ خطاب کے مسلمان ہونے سے زیادہ پسند ہے۔ کیونکہ مجھے علم ہے کہ تمہارا اسلام لانا پیغمبر ﷺ کو خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب ہے۔ نبی ﷺ نے یہ بحث سن کر فرمایا:

اِذْهَبْ بِهِ يَا عَبَّاسُ إِلَى رَحْلِكَ فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَأْتِنِي بِهِ

''عباس! اب اسے اپنی قیام گاہ پر لے جاؤ صبح ہوتے ہی اسے میرے پاس لے آنا''۔

اس قصے سے سیدنا عمر ؓ کی غیرت ایمانی کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ اللہ کا ایک دشمن حضرت عباس ؓ کی آڑ میں مجاہدین اسلام کے قریب سے ذلت و رسوائی کی حالت میں گزر رہا ہے۔ سیدنا عمر ؓ اللہ کی رضا اور جہاد فی سبیل اللہ کے جذبہ سے غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی گردن اُڑا دینا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ابوسفیان کی قسمت میں بھلائی رکھی تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام کی توفیق عنایت فرمائی اور نہ صرف اُن کا خون اور مال محفوظ کر دیا، بلکہ ان کی آخرت بھی سنوار دی۔

(الفاروق مع النبي ﷺ، للدكتور عاطف لمّاضة: ص 42)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی دانشمندانہ رائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم اللہ کے رسول کے گرد جمع تھے۔ اس اجتماع میں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ نبی ﷺ اچانک مجلس سے اٹھ کر کہیں چلے گئے۔ کافی دیر تک جب واپسی نہ ہوئی تو ہمیں بڑی فکر دامن گیر ہوئی۔ ہم ڈر گئے کہ کہیں نبی ﷺ کے ساتھ کوئی حادثہ تو پیش نہیں آ گیا۔ ہم سب فوری طور پر آپ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے میں گھبرا کر آپ ﷺ کی تلاش میں نکلا اور ایک باغ کے قریب پہنچا۔ یہ باغ انصار کے قبیلے بنونجار کا تھا۔ میں نے باغ کے گرد چکر لگایا لیکن اندر داخلے کا کوئی راستہ نہ ملا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ پانی کا ایک نالہ باہر سے باغ کے اندر جا رہا ہے۔ میں نے اپنا جسم سکیڑا اور اسی نالے کے سوراخ سے اندر داخل ہو گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ باغ میں موجود تھے۔

نبی کریم ﷺ نے سوال کیا: آنے والا شخص ابو ہریرہ ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، اللہ کے رسول! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ ہمارے ساتھ تھے، پھر آپ اٹھ کر چل دیے، دیر تک واپس نہ آئے، ہم گھبرا گئے، مبادا آپ کو کوئی حادثہ پیش آ گیا ہو۔ میں سب سے پہلے آپ کی تلاش میں نکلا۔ اس باغ تک آ پہنچا اور لومڑی کی طرح سکڑ کر اس نالے سے رینگتا ہوا اندر آ گیا۔ دوسرے لوگ بھی میرے پیچھے آ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ؛ فَمَنْ لَقِيتَهُ مِنْ وَّرَاءِ الْحَائِطِ

يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ

(ابو ہریرہ میرے پیغام کی تصدیق کے لیے) میرے یہ نعلین لے جاؤ اور اس باغ سے باہر تمہیں ملنے والا ہر وہ شخص جو یقین کے ساتھ یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اسے جنت کی بشارت دے دو۔

میں نکلا تو سب سے پہلے مجھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ملے۔ اور پوچھنے لگے: یہ نعلین کیسے ہیں؟ میں نے کہا یہ اللہ کے رسول ﷺ نے بنفس نفیس مجھے عطا فرمائے ہیں اور ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص بھی مجھے ایسا ملے جو دل کے یقین سے یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اسے میں جنت کی بشارت دے دوں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا۔ میں پشت کے بل زمین پر گر پڑا، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو ہریرہ! واپس چلو۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کرنے ہی لگا تھا کہ پیچھے سے عمر بھی آ گئے۔ مجھے دیکھتے ہی رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ابو ہریرہ کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: میری ملاقات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ میں نے انہیں آپ کا پیغام سنایا تو انہوں نے میرے سینے پر ہاتھ مارا۔ میں پشت کے بل زمین پر گر پڑا۔ نبی ﷺ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور وجہ دریافت فرمائی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

آپ نے ابو ہریرہ کو یہ پیغام دے کر بھیجا تھا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! ایسا نہ کیجیے۔ مجھے ڈر ہے کہ ایسی باتیں سن کر لوگ عمل میں سستی کریں گے۔ یہ سن کر نبی ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو منع فرما دیا۔

(صحیح مسلم، حدیث:31، محض الصواب فی فضائل أمیر المؤمنین عمر بن الخطاب:1/258۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوہ حنین میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ثابت قدمی

غزوہ حنین میں جب مشرکین نے اچانک مسلمانوں پر حملہ بول دیا تو لوگوں میں افراتفری پھیل گئی۔ جس کا جدھر منہ اٹھا، ادھر ہی بھاگ کھڑا ہوا۔ اس موقعے پر رسول اللہ ﷺ میدان کے دائیں طرف چلے گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ؟ هَلُمُّوا إِلَيَّ...... أَنَا رَسُولُ اللّٰهِ! أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ

''اے لوگو! میری طرف آؤ۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں محمد بن عبداللہ ہوں۔''

لیکن لشکر اسلام میں ابتری اس قدر پھیل چکی تھی کہ کسی نے بھی آپ کی آواز نہیں سنی۔ اونٹ ایک دوسرے کے اوپر چڑھے جا رہے تھے اور لوگ اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔ ایسے میں چند ہی لوگ ایسے تھے جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ ان خوش نصیب و باہمت لوگوں میں سیدنا عمر فاروق بھی تھے۔ جو لوگ ہر حال میں آپ کے ساتھ رہے ان میں مہاجرین و انصار کے بعض لوگ اور آپ ﷺ کے اہل بیت شامل تھے۔ سیدنا عمر فاروق کے علاوہ ان میں سیدنا ابوبکر تھے اور آپ کے اہل بیت میں سے سیدنا علی بن ابی طالب، اور عباس بن عبدالمطلب، ان کے بیٹے فضل، ابوسفیان بن حارث، ان کے بیٹے، ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہم اور کچھ دیگر صحابہ شامل تھے۔

(سيرة ابن هشام: 289/2، وتاريخ الطبري: 128/3، وغيرهما.)

خیر کے کاموں میں سبقت

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر سے ایک قطعہ اراضی حصہ میں ملا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! مجھے ایسا مال ملا ہے کہ پہلے کبھی ایسا مال نہیں ملا۔ آپ ﷺ مجھے اس بارے میں کیا مشورہ دیں گے؟ نبی ﷺ نے فرمایا:

إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا

''اگر تم مناسب سمجھو تو زمین کی ملکیت اپنے پاس رکھو اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دو''۔

چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا پھل فقراء، غلاموں، عزیز واقارب، مسافروں اور مہمانوں کے لیے صدقہ کر دیا، جبکہ اس کی زمین کے بارے میں کہا: یہ فروخت ہوگی نہ ہبہ کی جا سکے گی اور نہ وراثت میں دی جا سکے گی۔ اس کا نگران اس کا پھل ضرورت کے مطابق کھا لے یا اپنے کسی دوست کو کھلا دے تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن ذخیرہ کرنے کے لیے پھل لے جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(صحيح البخاري، حديث: 2772۔)

خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے سے قبل سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تجارت کیا کرتے تھے۔ وہ ایک کامیاب تاجر تھے۔ اس پیشے کی آمدنی نے انہیں مکہ کے مالدار افراد میں شامل کر دیا تھا۔ وہ تجارت کی غرض سے جس شہر کا رخ کرتے تجارت کے ساتھ ساتھ اس کے خصائص و معارف کا علم بھی حاصل کر لیتے تھے۔ وہ گرمیوں میں شام اور سردیوں میں یمن جایا کرتے تھے، مگر خلیفہ بننے کے بعد انہوں نے تجارت چھوڑ دی۔

(عمر بن الخطاب
للدكتور محمد احمد ابو النصر ص:17)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس کردار سے ان کی فضیلت کے ساتھ ساتھ بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ بھی پتا چلتا ہے کہ وہ دنیائے فانی پر آخرت کو ترجیح دیتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر فاروق بحیثیت راوی حدیث

سیدنا عمر ؓ نبی ﷺ کی مجلس میں بڑے ادب اور دھیان سے بیٹھتے تھے۔ مسائل کی وضاحت طلب فرماتے اور ہر خاص وعام معاملہ کی اچھی طرح تحقیق کرتے تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے پانچ سو انتالیس 539 احادیث روایت کی ہیں ۔ ایک دوسری روایت کے مطابق یہ تعداد پانچ سوسینتیس 537 ہے۔ ان میں سے صحیح بخاری میں چونتیس 34اور صحیح مسلم میں اکیس روایات موجود ہیں۔ چھبیس26 روایات ایسی ہیں جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہیں اور بقیہ روایات دیگر کتب حدیث میں موجود ہیں۔

(عمر بن الخطاب للدكتور علي الخطيب، ص 112,109)

سیدنا عمر فاروق ؓ کا سلسلہ نسب اور کنیت

سیدنا عمر فاروق ؓ کا نسب نامہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ کعب بن لؤی بن غالب پر پہنچ کر ایک ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسلام قبول کرنے کے بعد کئی صحابہ کے نام تبدیل کیے یعنی اُن کے نام اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں تھے۔ سیدنا عمر ؓ کا نام زمانہ جاہلیت میں عمر تھا اور اسلام قبول کرنے کے بعد بھی یہی رہا۔ ان کی کنیت ابوحفص تھی ۔ یہ کنیت رسول اللہ ﷺ نے انہیں غزوہ بدر والے دن عطا فرمائی ۔ آپ کا لقب فاروق تھا۔ اس لقب کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ سیدنا عمر فاروق ؓ نے مکہ مکرمہ میں سب کے سامنے اپنے اسلام لانے کا اعلان کیا اللہ تعالی نے ان کی وجہ سے کفر اور ایمان کے درمیان واضح فرق اور امتیاز پیدا کر دیا۔

(الشيخان ابوبكر و عمر براوية البلاذري ص:2271)

سیدنا عمر ؓ کے لیے رسول اللہ ﷺ کا تحفہ

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں: ایک دفعہ سیدنا عمر ؓ نے ایک آدمی کو ریشم کا حلہ فروخت کرتے ہوئے دیکھا۔ سیدنا عمر ؓ کو اچھا لگا تو اس تاجر کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اسے خرید لیجیے تاکہ وفود کی آمد کے وقت آپ ﷺ اسے پہن سکیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ

”ریشم تو وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو“۔

کچھ عرصہ بعد نبی کریم ﷺ نے اسی جیسا ایک حلہ سیدنا عمر ؓ کی طرف بھیج دیا۔ سیدنا عمر ؓ اسے اٹھائے ہوئے نبی ﷺ کے حضور پیش ہوئے اور عرض کیا:

بَعَثْتَ إِلَيَّ بِهَذِهِ وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ؟

”آپ نے یہ لباس مجھے بھیج دیا، حالانکہ آپ نے عطاردی ریشمی حلے کے بارے میں یہ اور یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتُصِيبَ بِهَا مَالًا

”میں نے اس لیے یہ بھیجا کہ تم اس کے ذریعے کچھ مال حاصل کرسکو“۔

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عمر ؓ نے اسے اپنے ایک غیر مسلم بھائی کو مکہ ارسال کر دیا۔

صحيح مسلم، حديث:2068، صحيح البخاري، حديث:5981۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر کی فقہی بصیرت

اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن اپنی قوم کے سرداروں میں سے تھے۔ یہ ایک مرتبہ ابوبکر صدیق ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: خلیفۃ المسلمین! ہمارے قریب ایک سنگلاخ زمین ہے۔ اس میں گھاس کی پتی بھی پیدا نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی اور مفید چیز اُگتی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو وہ زمین ہمیں الاٹ کر دیں تاکہ ہم وہاں کھیتی باڑی کر سکیں۔ ہو سکتا ہے مستقبل میں وہ زمین نفع مند ثابت ہو۔ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے گرد بیٹھے احباب سے مشورہ طلب فرمایا۔ لوگوں نے الاٹ کرنے کا مشورہ دے دیا، چنانچہ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے بھی اس کی منظوری دے دی۔ اور ایک تحریر لکھ دی جس پر سیدنا عمر فاروق ؓ کی گواہی ڈال دی۔ سیدنا عمر ؓ اس وقت موجود نہ تھے۔

وہ دونوں سیدنا عمر ؓ کے پاس پہنچے تاکہ بطور گواہ انہیں اس معاہدے کا پابند کیا جا سکے۔ جس وقت وہ سیدنا عمر ؓ کے پاس پہنچے، اس وقت وہ اپنے ایک اونٹ کو تیل مل رہے تھے۔ دونوں نے کہا: اے عمر! آپ کو سیدنا ابوبکر ؓ نے ایک معاہدے کا گواہ مقرر کیا ہے۔ اب یہ معاہدہ ہم آپ کو پڑھ کر سنائیں یا آپ خود پڑھ لیں گے۔ سیدنا عمر ؓ نے فرمایا: تم مجھے دیکھ رہے ہو کہ میں مصروف ہوں۔ تم چاہو تو پڑھ کر سنا دو یا انتظار کرو کہ میں فارغ ہو کر پڑھ لوں۔ کہنے لگے کہ ہم آپ کو پڑھ کر سنا دیتے ہیں۔ سیدنا عمر ؓ نے یہ معاہدہ سنا تو اسے ان کے ہاتھوں سے لے کر مٹا دیا۔ وہ حضرت عمر فاروق ؓ کے اس عمل پر سخت ناراض ہوئے اور کچھ نازیبا الفاظ بھی سُنا دیے۔

سیدنا عمر ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تم دونوں سے تالیف قلب فرماتے تھے۔ ان دنوں ہماری کچھ مجبوریاں تھیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو طاقت اور عزت عطا فرما دی ہے، اس لیے تم دونوں واپس جاؤ اور اپنی محنت کرو۔ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم دونوں کے لیے کوئی رعایت نہیں ہے۔

وہ دونوں حیرانی اور پریشانی کی حالت میں سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض

کیا: ہمیں یہ معلوم نہیں کہ خلیفہ آپ ہیں یا عمر۔ سیدنا ابوبکر ؓ نے جواب دیا: اگر وہ تسلیم کر لیتے تو وہی خلیفہ ہوتے۔ اسی دوران میں سیدنا عمر ؓ بھی وہاں پہنچ گئے۔ وہ غصے میں تھے۔ آتے ہی سیدنا ابوبکر ؓ سے پوچھا: مجھے یہ بتائیے کہ جو زمین آپ نے ان دونوں کو الاٹ کی ہے وہ آپ کی ملکیت ہے یا تمام مسلمانوں کی؟ سیدنا ابوبکر ؓ نے فرمایا: سب مسلمانوں کی! سیدنا عمر ؓ نے کہا: آپ نے یہ زمین صرف ان دونوں کو کیوں الاٹ کر دی؟ سیدنا ابوبکر ؓ نے فرمایا: میں نے اپنے اردگرد بیٹھے احباب سے مشورہ کیا تھا۔ وہ سب یہ زمین انہیں الاٹ کرنے پر راضی تھے۔ سیدنا عمر ؓ نے کہا: اگر یہ چند لوگ راضی ہو بھی گئے تو اسے تمام مسلمانوں کی رضا کیسے سمجھا جا سکتا ہے؟ ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا: عمر! میں نے اس وقت تم سے کہا تھا کہ اس امر خلافت میں تم مجھ سے زیادہ قوی ہو لیکن تم نے ہی مجھے اس کام کے لیے مجبور کیا۔ (محض الصواب في فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب:262/1-)

قارئین کرام: یقیناً سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے فیصلے کو واپس لے لیا۔ اور اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بلاشبہ خلفائے راشدین کے زمانے میں اسلامی ریاست کا دارومدار شورائی نظام پر تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خلفاء ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں مسلمانوں سے مشورہ لیا کرتے تھے اور وہ اپنے بھائیوں سے مشورے کے بغیر قطعی فیصلہ کرنے سے گریز کرتے تھے۔

مذکورہ بالا واقعہ سے ہمیں یہ بھی پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں زکاۃ کے جو آٹھ مصارف بیان کیے ہیں اُن میں ایک ''مؤلفۃ القلوب'' بھی ہے۔ خلفاء یا جج یہ فیصلہ کرنے کے مجاز ہیں کہ ان حالات میں تألیف قلب کی مد میں کچھ دینے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ سیدنا عمر فاروق ؓ کے مطابق اُس وقت تألیف قلب کے طور پر انہیں یہ زمین الاٹ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے بھی اُن کے نقطۂ نظر سے اتفاق کیا۔

(استخلاف ابی بکر الصدیق لجمال عبدالهادی ،ص 167,1661)

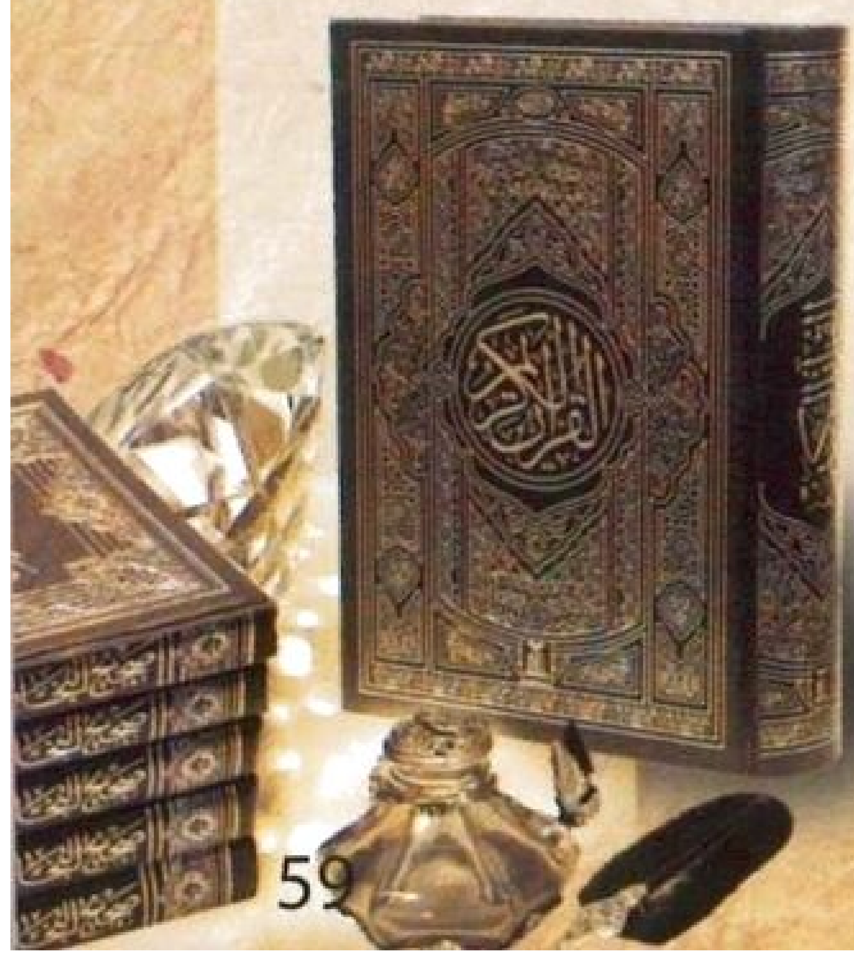

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹے کی حوصلہ افزائی

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک مرتبہ نبی ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے تو آپ ﷺ نے حاضرین کے سامنے ایک سوال رکھا:

''ایک درخت ہے اس کی مثال مؤمن کی سی ہے۔ اس کے پتے کبھی نہیں گرتے۔ بتاؤ وہ کون سا درخت ہے؟''۔

لوگ جنگل کے درختوں کے بارے میں سوچنے لگے۔ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں میرے دل میں خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں حیا کی وجہ سے خاموش رہا۔

لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ ہی فرمائیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔

عبداللہ فرماتے ہیں: میرے دل میں کھجور کے درخت کا جو خیال آیا تھا اس کا تذکرہ میں نے اپنے باپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا:

''بیٹا! اگر تم جواب دے دیتے تو یہ میرے لیے بڑے بڑے خزانوں سے بڑھ کر ہوتا۔

(صحیح البخاری، حدیث: 131۔)

جنت کے محل کی بشارت

اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت سے نوازا۔ آیئے اس بارے میں ایک حدیث پڑھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا۔ اچانک میری ملاقات ابوطلحہ کی بیوی رُمیصاء (اُم سُلیم رضی اللہ عنہا) سے ہوئی، پھر میں نے پاؤں کی آہٹ سنی۔ میں نے کہا: یہ کس کے چلنے کی آواز ہے؟ مجھ سے کہا گیا: یہ بلال ہیں۔

اپنی جان سے بڑھ کر عزیز

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ایمانی مرتبے کے بارے میں عبداللہ بن ہشام فرماتے ہیں: ہم ایک دفعہ نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ نبی ﷺ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول!

''آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں''۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

''نہیں عمر! ایسے تو بات نہیں بنے گی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب تک تم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ سمجھو (تمہارا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا)''۔

یہ سننے کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''اللہ کے رسول! اب تو آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

اَلْآنَ يَـا عُمَرُ۔

''اب بات بنی ہے اے عمر!''۔

(صحیح البخاری، حدیث: 6632)

پھر میں نے ایک محل دیکھا۔ اس کے صحن میں ایک لڑکی تھی۔ میں نے پوچھا: یہ کس کا ہے؟ جواب ملا: یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا محل ہے۔

فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ

میں نے اس محل کو دیکھنے کے لیے اندر جانے کا ارادہ کیا لیکن اے عمر! تیری غیرت نے میرے قدم روک لیے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ قربان! کیا میں آپ کے بارے میں غیرت کا اظہار کرتا؟!!!

(صحیح مسلم، حدیث: 2394۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

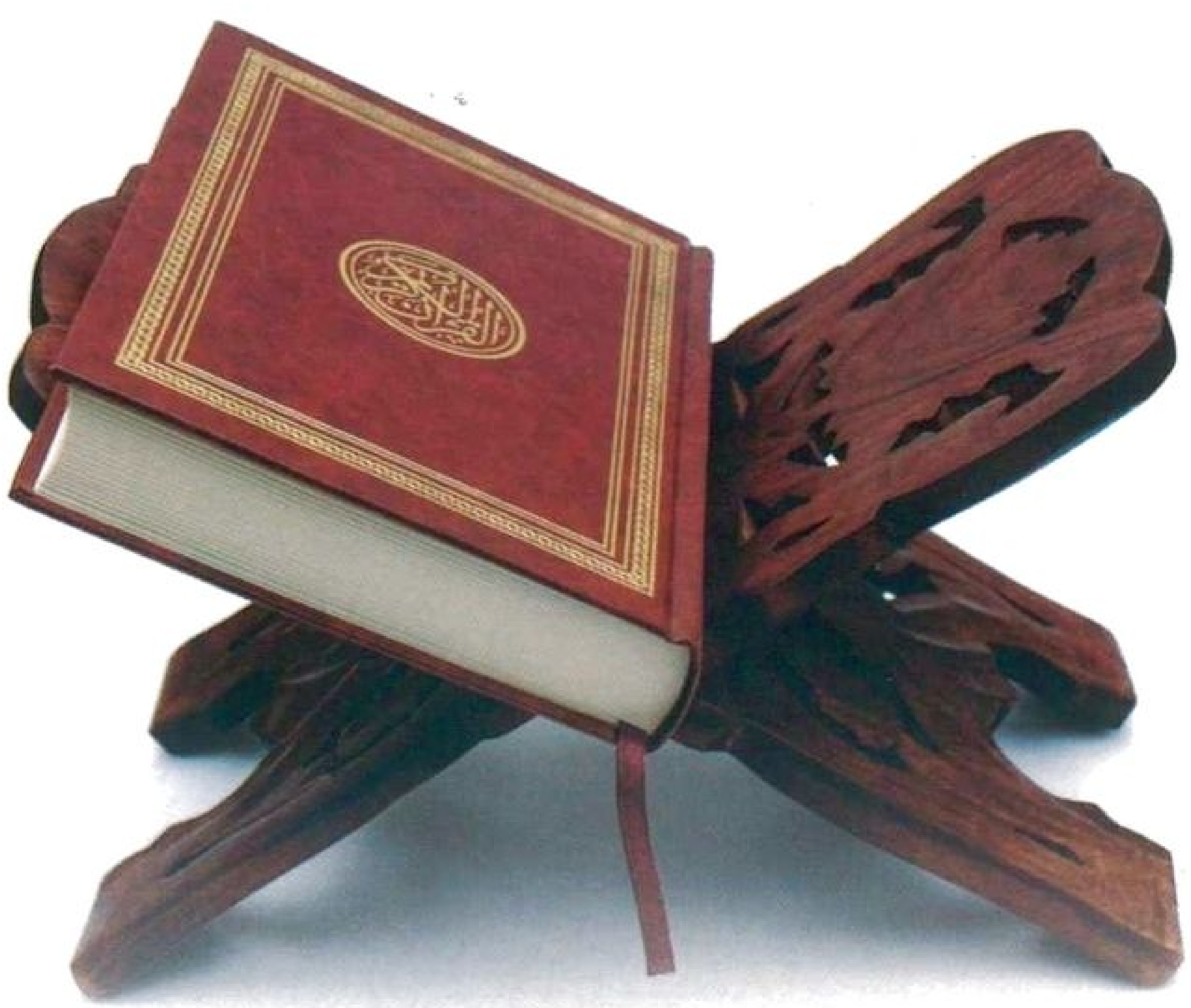

قرآن کریم کی تدوین

جنگ یمامہ میں شہید ہونے والوں میں حفاظ کی کثرت تھی۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورے سے قرآن کریم کو یکجا کرنے کا ارادہ کیا۔ اس وقت قرآن کریم چوڑی ہڈیوں، کھجور کی شاخوں، کپڑوں اور لوگوں کے سینوں میں محفوظ تھا۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کام کی ذمہ داری زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو سونپی۔ حضرت زید فرماتے ہیں: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ کے بعد مجھے بلا بھیجا۔ میں حاضر ہوا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ جنگ یمامہ میں بہت سے حافظ قرآن صحابہ رضی اللہ عنہم جام شہادت نوش کر گئے ہیں۔ اگر وہ اسی طرح شہید ہوتے رہے تو ممکن ہے قرآن کریم کا بہت سا حصہ ضائع ہو جائے۔ میری یہ رائے ہے کہ قرآن کریم کو یکجا کر دیا جائے۔ میں

نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہہ دیا ہے کہ میں کوئی ایسا قدم کس طرح اٹھا سکتا ہوں جو اللہ کے رسول ﷺ نے نہیں اٹھایا۔ لیکن عمر کا اصرار ہے کہ اس کام میں امت کے لیے بہتری ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا ہے یعنی میرے ملاحظات دور ہو گئے ہیں۔ لہٰذا میری بھی یہی رائے ہے۔ زید! آپ ایک سمجھدار نوجوان ہیں۔ ہمیں آپ پر پورا اعتماد ہے۔ آپ کاتب وحی تھے، اس لیے قرآن کریم کو یکجا کرنے کا کام اپنے ذمہ لیجیے۔ حضرت زید فرماتے ہیں:

فَوَاللّٰهِ! لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ

”اگر مجھے ایک پہاڑ دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیتے تو مجھے یہ کام اللہ کے کلام کو یکجا کرنے سے زیادہ آسان معلوم ہوتا“۔

(صحیح البخاری، حدیث: 4986۔)

دور جاہلیت میں عمر رضی اللہ عنہ کی خوبیاں

اس میں شک نہیں کہ جاہلی دور میں اونٹ چرانے کی وجہ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ میں بہت سی خوبیاں، مثلاً: تحمل، طاقت، زور آزمائی اور جنگجوئی پیدا ہو گئی تھیں۔ یہاں یہ بھی جان لینا چاہیے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں صرف اونٹ یا بکریاں ہی نہیں چراتے تھے بلکہ وہ عنفوان شباب ہی میں فنون حرب وضرب کے ماہر ہو گئے تھے۔ وہ کشتیاں لڑتے تھے۔ گھڑ سواری کے ماہر تھے اور شعر وادب میں طاق ہو گئے تھے۔ وہ اپنی قوم کی تاریخ اور اس کے تاریخی کردار کو خوب جانتے تھے۔ وہ جاہلیت کے دور میں عرب کی بڑی بڑی منڈیوں عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز کا دورہ کرتے تھے اور وہاں سے تجارتی فوائد کے ساتھ ساتھ تاریخ عرب کی معرفت بھی حاصل کرتے تھے۔ سابقہ تاریخ میں گزرے ہوئے باہمی مقابلوں اور مایہ ناز کارناموں کا علم بھی حاصل کرتے تھے کیونکہ ان باتوں کا ذکر منڈیوں میں جمع ہونے والے تمام قبائل کے سامنے ہوتا تھا اور ان امور کو اس دور کے ماہر ادیب اور نقاد خالص ادبی انداز میں پیش کرتے تھے۔

(التاريخ الاسلامي العام: ص 226، عمر بن خطاب، للدكتور علی احمد الخطيب: ص 153)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان کی مرعوبیت

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ اس وقت نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قریشی عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ اتنی اونچی آواز میں گفتگو کر رہی تھیں کہ ان کی آوازیں نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند ہو رہی تھیں۔ جب ان عورتوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو وہ جلدی سے حجاب میں چلی گئیں۔ نبی ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو حاضری کی اجازت عطا فرمائی۔ وہ آئے تو نبی ﷺ مسکرا رہے تھے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ آپ (ﷺ) کو ہمیشہ اسی طرح خوش وخرم رکھے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مجھے ان عورتوں پر تعجب ہے جو ابھی میرے پاس بیٹھی تھیں۔ جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردے میں چلی گئیں“۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ زیادہ مستحق ہیں کہ آپ سے ڈرا جائے، پھر وہ عورتوں سے مخاطب ہوئے اور کہا:

کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتی؟ عورتوں نے جواب دیا: ہاں، اس لیے کہ آپ تندخو اور سخت غصے والے ہیں۔ یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا:

يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ

”خطاب کے بیٹے! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! شیطان اس راستے پر ہرگز نہیں چلتا جس راستے پر تم چلتے ہو (تمہیں دیکھ کر شیطان اپنا راستہ بدل لیتا ہے)“۔

(صحيح مسلم، حديث: 2396)

شہادت کے لیے دعا

نبی ﷺ نے ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بدن پر قمیص یا ایک اور روایت کے مطابق کوئی لباس دیکھا تو فرمایا:

أَجَدِيدٌ ثَوْبُكَ أَمْ غَسِيلٌ؟

”تمہارا یہ لباس نیا ہے یا دھویا ہوا (پرانا) ہے؟

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تو دھویا ہوا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

اِلْبَسْ جَدِيدًا، وَعِشْ حَمِيدًا، وَمُتْ شَهِيدًا

”تو نئے کپڑے پہنے، عزت کی زندگی گزارے اور تجھے شہادت کی موت نصیب ہو“۔

(السلسلة الصحيحة، حديث: 352)

بہترین انتخاب

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تاریخ انسانی میں سے سب سے زیادہ سمجھدار اور صاحب فراست تین افراد تھے:

ایک تو وہ لڑکی تھی جس سے موسیٰ علیہ السلام کی کنویں پر ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا تھا: اباجان! انہیں اجرت پر رکھ لیجیے یہ بہترین شخص ہے؛ اس لیے کہ یہ طاقت ور ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی ایماندار بھی ہے۔

دوسرا وہ شخص جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں کہا تھا: اسے باعزت ٹھکانہ دیں، ہوسکتا ہے یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنا لیں۔

تیسرے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے اپنی دوررس فہم و فراست سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کر دیا۔

(مجمع الزوائد: 268/10)

نیک شگون

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس میدان نہاوند سے ایک آدمی آیا۔ انہوں نے اس سے پوچھا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: قریب۔ انہوں نے پھر پوچھا: کس کے بیٹے ہو؟ اس نے جواب دیا: ابنُ ظُفر، ”کامیابی کا بیٹا“ عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے نیک شگون لیتے ہوئے کہا: ان شاء اللہ بہت جلد فتح نصیب ہوگی اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ ہی کی توفیق سے ہوتی ہے۔

(عبقرية عمر، ص: 31)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابومسلم خولانی کے بارے میں سیدنا عمر کے جذبات

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایسی خداداد فراست تھی کہ کسی کو شاذ و نادر ہی نصیب ہوتی ہے۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب اسود عنسی نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تو مشہور تابعی ابومسلم خولانی رحمہ اللہ کو گرفتار کر لیا۔ آگ کی ایک بڑی خندق تیار کی گئی اور ابومسلم کو اس میں ڈال دیا گیا۔ لیکن آگ نے ابومسلم کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ لوگوں نے اسود عنسی کو مشورہ دیا کہ آپ اس شخص کو جلاوطن کر دیں ورنہ آپ کے پیروکار آپ سے متنفر ہو جائیں گے، چنانچہ ابومسلم خولانی چھوڑ دیے گئے اور وہ مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔ اپنا اونٹ بٹھایا، پھر مسجد میں داخل ہوئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ لیا۔ وہ آگے بڑھے اور پوچھا:

آج کسی انسان کی حاکمیت نہیں

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حج کے لیے تشریف لے گئے اور ضجنان نامی جگہ پر پہنچے تو بلند آواز سے کہنے لگے:

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ انتہائی بلند اور عظیم ہے۔ جسے چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے مرحمت فرماتا ہے۔ میں اس وادی میں اپنے والد خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ ان دنوں میں بہت بڑا کوٹ نما جبہ پہنا کرتا تھا۔ خطاب بہت سخت گیر تھا۔ مجھ سے اتنا کام لیتا کہ میں تھک جاتا۔ کوئی کوتاہی ہو جاتی تو وہ مجھے مارتا تھا، لیکن آج میرے اور اللہ کے درمیان کسی انسان کی حاکمیت نہیں ہے۔

(اللفاروق مع النبی للدکتور عاطف لماضه، ص:5)

تم کہاں سے آئے ہو؟ ابومسلم نے جواب دیا: میں یمن سے آیا ہوں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ شخص کون ہے جسے عنسی نے آگ میں پھینکا تھا؟ ابومسلم نے کہا: وہ عبداللہ بن ثوب تھا۔ (یہ ان کا نام تھا جب کہ ابومسلم کنیت تھی) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابومسلم سے کہا: میں تجھے قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا تمہی وہ شخص ہو؟ ابومسلم نے کہا: ہاں! وہ میں ہی ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابومسلم سے معانقہ کیا اور رو پڑے، پھر انہیں اپنے ساتھ لے گئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے بٹھایا اور کہا:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يُمِتْنِي حَتَّى أَرَانِي فِي
أُمَّةِ مُحَمَّدٍ مَنْ صُنِعَ بِهِ كَمَا صُنِعَ بِإِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ

اس اللہ کی تعریف ہے جس نے مجھے اپنی زندگی ہی میں رسول اللہ ﷺ کی امت کے ایسے فرد سے ملاقات کرا دی جس کے ساتھ ویسا ہی واقعہ پیش آیا جیسا خلیل الرحمٰن ابراہیم کے ساتھ پیش آیا تھا۔

(سير أعلام النبلاء 4/89، الفرقان بين أولياء الرحمن وأولياء الشيطان، لشيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله: 1/56-57)

تراشے

■ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے 63 سالہ زندگی پائی حسن اتفاق دیکھیے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر بھی وفات کے وقت 63 سال تھی۔

■ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دانا، فصیح و بلیغ، صائب الرائے، طاقتور، بردبار اور شریف النفس تھے۔ اُن میں دوسروں کو قائل کرنے کی بڑی صلاحیت تھی۔ یہی وجہ تھی کہ قریش نے انہیں اپنا سفیر مقرر کر رکھا تھا اور جب کسی قبیلے سے قریش کے مفاخر بیان کرنے کا مقابلہ ہوتا تھا تو اس کام کے لیے سیدنا عمر فاروق کو منتخب کیا جاتا۔

(الخليفة الفاروق للدكتور العاني: ص 16)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاذ رضی اللہ عنہ کی یمن سے واپسی پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے یمن کا حاکم اور قاضی بنا کر بھیجا۔ وہ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں یمن میں مقیم رہے۔ انہوں نے یمن میں بہت سی دعوتی خدمات انجام دیں اور مرتدین کے خلاف جہادی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیا۔ وہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ آئے۔ انہوں نے قیام یمن کے دوران وہاں کاروبار بھی کیا ہوگا۔ جس سے آپ کو منافع بھی حاصل ہوا اور آپ کی مالی پوزیشن بہتر ہو گئی۔ جب واپس آئے تو یہ مال ومتاع ہمراہ تھا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ آپ معاذ رضی اللہ عنہ سے ان کی ضرورت کی چیزوں کے سوا باقی سارا مال واپس لے لیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

معاذ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے یمن بھیجا تھا تا کہ اس کی ضروریات پوری ہو جائیں۔ اب میں اس سے کچھ نہ لوں گا۔ ہاں اگر وہ اپنی مرضی سے دے دیں تو اور بات ہے۔

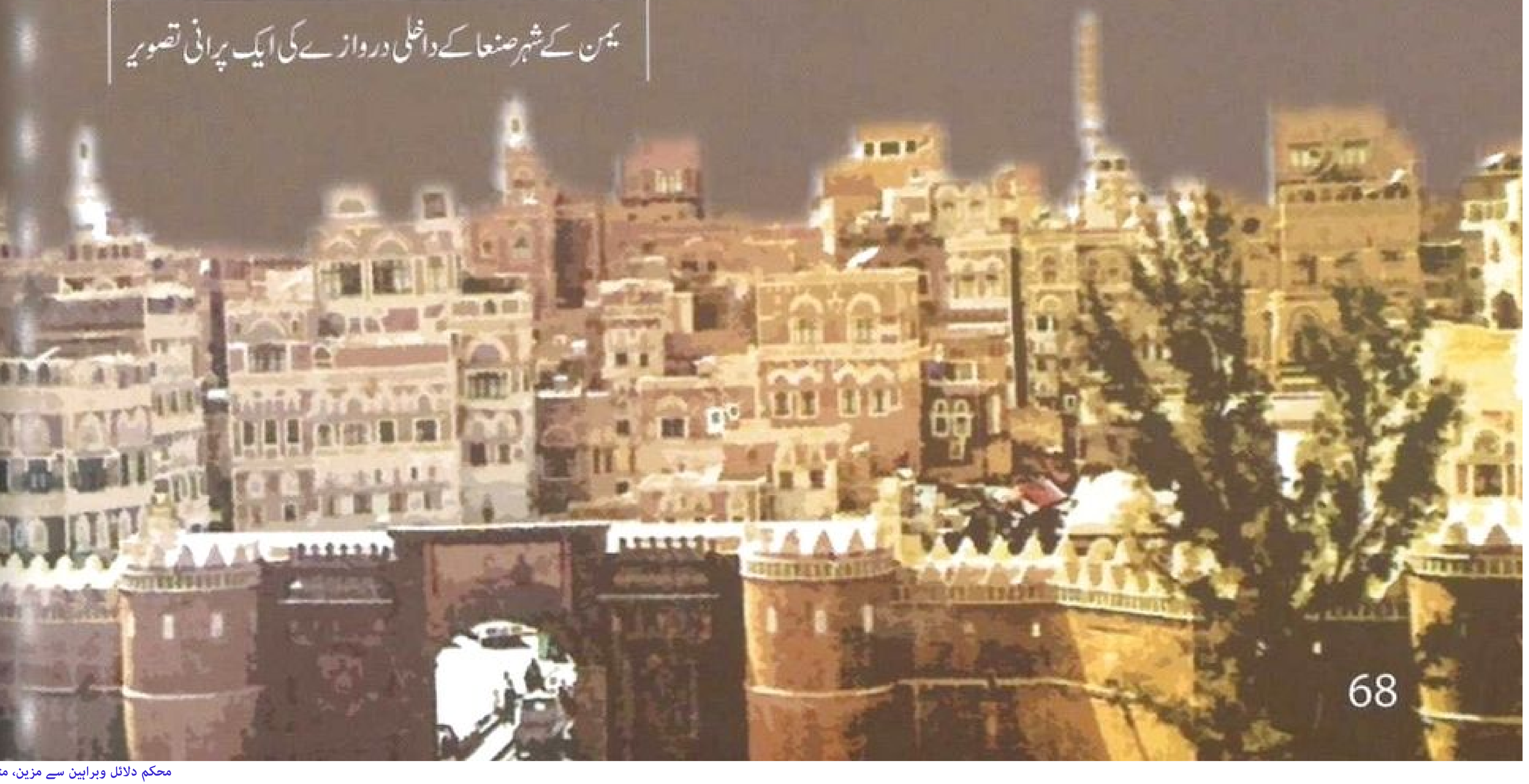

یمن کے شہر صنعا کے داخلی دروازے کی ایک پرانی تصویر

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی رائے درست سمجھتے تھے۔ وہ خود معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچے تا کہ معاذ رضی اللہ عنہ کو راضی کر لیں۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے جو چیز عطا فرمائی ہے۔ اب میں اس میں تبدیلی نہیں کر سکتا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ پر کوئی سختی کروانے کے حق میں نہ تھے۔ وہ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور تمام مسلمانوں کی حقیقی خیر خواہی کے خواہش مند تھے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے کو قبول نہ کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ وہ معاذ رضی اللہ عنہ کو مجبور نہیں کر سکتے۔ وہ ان کا جواب سن کر خاموشی سے واپس آ گئے کیونکہ وہ اپنا فرض ادا کر چکے تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پلٹنے کے بعد سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: میں نے آپ کی بات مان لی ہے۔ میں آپ کی رائے پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوں۔ دراصل میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں گہرے پانی میں غوطے کھا رہا ہوں۔ عمر! آپ نے مجھے ڈوبنے سے بچایا، پھر سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے اور کوئی ایک بھی چیز رکھے بغیر سب کچھ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو چیز میں تمہیں ہبہ کر چکا ہوں وہ تم سے واپس نہیں لینا چاہتا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: هَذَا حِينَ حَلَّ وَ طَابَ۔ ''ایسا اس وقت ہونا چاہیے جب وہ چیز جائز اور حلال ہو''۔

(شهيد المحراب: ص 69 نقلاً عن الاستيعاب: 3/338۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کی وفات کا صدمہ

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے انس ؓ نے خبر دی کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو لوگوں نے رونا شروع کر دیا۔ سیدنا عمر فاروق کی نبی کریم سے عقیدت اور محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ کا دل اس بات کو قبول کرنے پر آمادہ ہی نہ ہو سکا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی وفات بھی ہو سکتی ہے۔ بوجھل طبیعت کے ساتھ آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا: ''میں کسی کو یہ کہتے نہ سنوں کہ محمد ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالی نے موسی ؑ کو چالیس دن کے لیے بلایا تھا، اسی طرح آپ ﷺ کو چالیس دن کے لیے بلایا ہے اور مجھے امید ہے کہ جن لوگوں کا گمان ہے محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں، آپ ﷺ واپس آ کر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیں گے۔''

(تاريخ الإمام الطبري: 3/197)

سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق ؓ سنخ کے علاقے سے تشریف لائے۔ آپ گھوڑے پر سوار تھے۔ آپ اتر کر سیدھے عائشہ ؓ کے پاس حجرے میں تشریف لیے گئے اور تیمّم کر کے رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک یمنی چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔ آپ نے وہ چادر اٹھائی اور رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو بوسہ دیا پھر فرمایا: ''میرے ماں باپ آپ پر

قربان ہوں، اللہ کی قسم! اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا اور جو موت اللہ تعالی نے آپ کے لیے لکھی تھی، وہ آپ کو آ چکی ہے۔''

(صحيح البخاري: 4454)

عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں: جب سیدنا ابوبکر صدیق ؓ تشریف لائے تو سیدنا عمر لوگوں کے سامنے تقریر کر رہے تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا: ''عمر! بیٹھ جاؤ۔'' لیکن سیدنا عمر ؓ نے تقریر جاری رکھی۔ لوگ سیدنا عمر کو چھوڑ کر سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا: ''اے لوگو! تم میں سے جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا، وہ جان لے کہ محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں، اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا، تو اللہ تعالی ہمیشہ سے زندہ ہے اور وہ کبھی نہیں مرے گا''۔ پھر آپ نے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ ۚ أَفَإِي۟ن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ ٱنقَلَبْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَـٰبِكُمْ ۚ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ ٱللَّهَ شَيْـًٔا ۗ وَسَيَجْزِى ٱللَّهُ ٱلشَّـٰكِرِينَ ﴾

''اور محمد (ﷺ) اللہ کے ایک رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے کئی رسول گزر چکے، تو کیا اگر وہ فوت ہو جائیں، یا انہیں قتل کر دیا جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے گا تو وہ اللہ کو ہرگز کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو جلد جزا دے گا۔'' آل عمران: 144۔

ابن عباس ؓ مزید بیان کرتے ہیں: ''اللہ کی قسم! ایسا لگا کہ لوگوں کو اس آیت کا علم ہی اس وقت ہوا جب ابوبکر صدیق ؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ بس پھر کیا تھا...... ہر شخص یہی آیت تلاوت کر رہا تھا''۔

سعید بن مسیّب ؒ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر ؓ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! یہ آیت سن کر ایسا لگا جیسے میری ٹانگوں میں جان ہی نہیں ہے۔ میری ٹانگوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا اور میں زمین پر گر پڑا''۔ مطلب یہ کہ سیدنا صدیق اکبر کا خطاب سننے کے بعد سیدنا عمر فاروق کو بھی بات سمجھ آ گئی اور انہیں یقین ہو گیا کہ واقعی اللہ کے رسول ﷺ وفات پا چکے ہیں۔

(صحيح البخاري، حديث: 4454.)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر فاروق کا قائدانہ کردار

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ انتہائی زیرک اور دور اندیش تھے۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد خلیفہ کی نامزدگی کے معاملے کو ہی دیکھ لیں۔ انصار مشاورت کے لیے سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہوئے۔ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم بھی وہاں پہنچ گئے۔ انصار نے تجویز دی: ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے ہونا چاہیے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کرنا چاہی لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں خاموش رہنے کی تاکید کی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: اس وقت میں نے اپنے دل میں اس موقع کے لیے بہت عمدہ گفتگو سوچ رکھی تھی۔ میں چاہتا تھا کہ مجھ سے پہلے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ گفتگو نہ کریں تاکہ میں اپنی بات کہہ سکوں۔

پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بہت عمدہ باتیں ارشاد فرمائیں کہ اے انصار! ہم امراء کا منصب سنبھالتے ہیں اور تم وزراء کا منصب سنبھالو۔ یہ سن کر حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسا نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے ہوگا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ فرمایا: نہیں، ایسا نہیں ہوسکتا بلکہ خلیفہ ہم مہاجرین میں سے ہی ہوگا۔ اور تم منصب وزارت پر فائز رہوگے کیونکہ اہل عرب قریش کے علاوہ کسی اور کی سیادت تسلیم نہیں کریں گے۔ سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ رسول اللہ کا فرمان ہے:

"حکمران قریش میں سے ہوں گے"۔ یہ سننا تھا کہ سب نے سر تسلیم خم کر دیئے۔

اب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گویا ہوئے: تم لوگ عمر یا ابوعبیدہ میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کرلو۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے معاملے کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے سوچا کہ اس معاملے میں تاخیر سے اس اتفاق رائے میں خلل آسکتا ہے انہوں نے فیصلہ کن انداز میں کہا:

بَلْ نُبَايِعُكَ أَنْتَ، أَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

"نہیں، ہم تو آپ ہی کی بیعت کریں گے۔ آپ ہمارے سردار ہیں۔ ہم میں سے افضل ترین ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نبی ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھے"۔

یہ کہہ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کرلی، پھر تمام حاضرین نے بیعت کرلی۔ بعد کے واقعات نے ثابت کیا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا انتخاب نہایت عمدہ اور برمحل تھا۔

(صحيح البخاري، حديث: 3668۔)

مسجد نبوی میں واقع ریاض الجنۃ اور محراب رسول ﷺ کا ایک خوبصورت منظر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر فاروق ؓ کی نامزدگی کے لیے مشاورت

جب تک سیدنا ابوبکر صدیق ؓ خلیفہ رہے، سیدنا عمر ؓ ان کے وزیر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق ؓ آخری دفعہ بیمار پڑے تو آپ کو خیال آیا کہ ایسا نہ ہو کہ میں کسی کو خلیفہ متعین کیے بغیر دنیا سے چلا جاؤں اور پھر وہی کچھ ہو جو سقیفہ کے دن ہوا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ آپ کسی خاص شخص کو بھی خلیفہ متعین کرنا نہیں چاہتے تھے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مرضِ وفات میں کسی کو خلیفہ متعین نہیں کیا تھا۔

چنانچہ آپ نے لوگوں کو جمع کیا، سیدنا صدیق اکبر تکلیف اور بیماری کے باوجود اپنی ذمے داریوں سے غافل نہیں تھے۔ لوگوں کو جمع کرنے کے بعد آپ نے خلافت سے دست برداری کا اعلان کیا اور انہیں اپنے لیے خلیفہ چننے کو کہا۔

آپ نے فرمایا: ''تم لوگوں کو میری بیماری کا بخوبی علم ہے۔ میرا نہیں خیال کہ میں اس بیماری سے زندہ بچ پاؤں گا۔ میں نے تمہیں اپنی اطاعت سے آزاد کر دیا ہے، اب تمہیں اختیار ہے کہ تم جس کو چاہو خلیفہ منتخب کرلو۔ اگر تم میری زندگی ہی میں خلیفہ چن لوگے تو یہ زیادہ مناسب ہوگا۔ اس طرح میری وفات کے بعد تمہارے درمیان اختلاف وانتشار پیدا نہیں ہوگا۔''

آپ کی بات سن کر لوگوں نے مشورے شروع کیے لیکن کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے، چنانچہ سب نے مل کر جانشین خلافت کا معاملہ سیدنا ابوبکر صدیق کی صوابدید پر چھوڑ دیا۔ آپ نے کبار صحابہ کرام سے مشورے کیے۔ سب سے پہلے آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کو بلایا اور سیدنا عمر ؓ کے بارے میں ان کی رائے پوچھی۔

عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا: ''آپ مجھ سے جو سوال بھی کریں گے، اس کا جواب آپ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

سیدنا ابوبکر بولے: ''اگرچہ....'' ابھی آپ نے اتنا ہی کہا تھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے کہا: ''اللہ کی قسم! وہ آپ کے اندازے سے کہیں زیادہ بہتر ہیں۔''

عبدالرحمٰن بن عوف کے بعد آپ نے عثمان بن عفان ؓ کو بلایا اور ان سے سیدنا عمر ؓ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ عثمان ؓ بولے: ''جہاں تک مجھے علم ہے ان کا باطن ان کے ظاہر سے کہیں زیادہ اچھا ہے اور ہم میں ان کے جیسا متقی، پرہیزگار شخص موجود نہیں ہے۔''

سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا: ''اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ اگر آپ ان کا نام نہ بھی لیتے تو بھی میں آپ کی مخالفت نہ کرتا''۔

اس کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق نے سعید بن زید، اسید بن حضیر و دیگر مہاجرین و انصار صحابہ کی رائے لی۔ سیدنا اُسید ؓ کا کہنا تھا: ''اے اللہ ان کو بہتر سے بہتر شخص منتخب کرنے کی توفیق عطا فرما۔ ابوبکر صدیق کے بعد مسند خلافت پر جو بھی آئے گا، وہ عمر فاروق سے بہتر نہیں ہوسکتا۔''

بعض صحابہ کرام نے چند ایسے لوگوں سے، جو سیدنا عمر ؓ کے خلیفہ بننے کے مخالف تھے، ایسی چند باتیں سنیں جو سیدنا عمر کی نامزدگی کے حق میں نہ تھیں۔ یہ حضرات جب ان لوگوں کے پاس گئے تو ان میں سے ایک نے کہا: ''جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تم سے عمر کو خلیفہ بنانے کے بارے میں پوچھے گا تو کیا کہو گے، جبکہ تمہیں ان کی سختی اور شدت کا بخوبی علم ہے اور اگر وہ خلیفہ بن گئے، تو لوگوں سے اور زیادہ سختی سے پیش آئیں گے۔''

سیدنا ابوبکر صدیق ؓ یہ باتیں سن رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے بٹھا دو۔ بیٹھنے کے بعد آپ نے فرمایا: ''کیا تم مجھے اللہ سے ڈرا رہے ہو۔ ڈرنا اسے چاہیے جو اپنے عہد خلافت میں عدل وانصاف سے کام نہ لے۔ اے اللہ! میں نے تیرے بندوں پر بہترین شخص کو خلیفہ بنایا ہے۔''

اس کے بعد آپ نے اس شخص سے فرمایا: ''میری طرف سے یہ بات لوگوں کو پہنچا دو۔'' پھر آپ لیٹ گئے، سیدنا عثمان ؓ کو بلوایا اور ان کو سیدنا عمر کے خلیفہ بننے کی وصیت لکھوائی۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آپ نے مذکورہ بالا فیصلہ بحیثیت خلیفہ کے نہیں کیا، بلکہ اس فیصلے کی وجہ یہ تھی کہ تمام مسلمانوں نے مل کر آپ کو خلیفہ منتخب کرنے کا اختیار دیا تھا۔

(الکامل لابن اثیر :79/2، والتاریخ الاسلامی لمحمود شاکر،ص:101)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا صدیق اکبر کی وصیت

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے جانشین کی نامزدگی کے سلسلہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو وصیت کی جو دستاویز لکھوائی، اس کے الفاظ یہ تھے:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم اس دارِفانی سے کوچ کرتے وقت اور آخرت کی ہولناک گھاٹیوں میں قدم رکھتے وقت ابوبکر ابن ابی قحافہ امت اسلام کو یہ وصیت کر رہا ہے۔ بلاشبہ یہ وہ وقت ہے جب بڑے سے بڑا کافر بھی ایمان لے آتا ہے، اور ہر فاجر وفاسق اور کذاب کے سامنے حق کی سچائی کھل کر آجاتی ہے۔ میں نے اپنے بعد تم لوگوں کے لیے......"

اتنا کہنے کے بعد آپ پر غشی طاری ہوگئی اور آپ کسی کا نام نہ لے سکے۔ سیدنا عثمان نے یہ جانتے ہوئے کہ آپ عمر رضی اللہ عنہ ہی کو منتخب کریں گے، ان کا نام لکھ دیا۔ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا: "جو تم نے لکھا ہے، مجھے پڑھ کر سناؤ" عثمان رضی اللہ عنہ نے وصیت بمعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نام کے پڑھ کر سنا دی۔ سیدنا ابوبکر نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا نام سن کر "اللہ اکبر" کہا اور فرمایا: "شاید تمہیں ڈر تھا کہ میں کہیں خلیفہ کا نام لیے بغیر ہی اس دنیا سے نہ چلا جاؤں اور لوگوں میں اختلاف وانتشار پیدا ہو جائے۔ اللہ تمہیں اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ اللہ کی قسم! تم بذات خود بھی خلیفہ بننے کے اہل ہو۔"

اس کے بعد آپ نے وصیت نامہ کی عبارت کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا:

"اپنے خلیفہ کی بات ماننا اور اس کی اطاعت کرنا۔ میں نے اللہ، اس کے رسول، اس کے دین نیز اپنے اور تمہارے لیے خیر خواہی کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ اگر عمر عدل وانصاف سے کام لیتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ وہ ایسا ہی کریں گے تو بہت خوب، لیکن اگر وہ خلافت سنبھالنے کے بعد بدل جاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس کے عمل کے مطابق ہی بدلہ دے گا۔ میں نے حتی الامکان مسلمانوں کی خیر خواہی چاہی ہے، لیکن اس کے باوجود میں غیب نہیں جانتا۔

﴿ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ﴾ الشعراء: 227۔

"اور جن لوگوں نے ظلم کیا وہ عنقریب جان لیں گے کہ لوٹنے کی کون سی جگہ لوٹ کر جائیں گے"۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پھر آپ نے اس دستاویز پر مہر ثبت کرنے کا حکم دیا اور حضرات عمر بن خطاب، اسید بن حضیر اور اسید بن سعید قرظی کے ہمراہ اپنے گھر سے باہر نکلے اور لوگوں سے فرمایا: "کیا تم لوگ اس دستاویز میں مذکور شخص کی بیعت کرو گے؟"۔

سب نے یک زبان ہو کر کہا: "جی ہاں! ہم راضی ہیں۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ سیدنا صدیق اکبر نے اپنے گھر کی کھڑکی سے لوگوں کی طرف جھانکا اور فرمایا: "لوگو! میں نے یہ خلافت ایک شخص کے سپرد کی ہے، کیا تم اس نامزدگی پر راضی ہو؟" سب نے یک زبان ہو کر کہا: "اے رسول اللہ ﷺ کے نائب! ہمیں آپ کا ہر فیصلہ قبول ہے"۔

اس موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا: "ہم اسی صورت میں آپ کے نامزد کردہ شخص کو خلیفہ تسلیم کریں گے، اگر وہ عمر بن خطاب ہوگا۔" سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی کی بات سن کر کہا: "میں نے عمر ہی کو خلیفہ نامزد کیا ہے۔" آپ کے اس فیصلے سے تمام مسلمان راضی ہوگئے، اور سیدنا عمر کے ہاتھ پر سب نے بیعت کر لی۔

اس وقت سیدنا ابوبکر صدیق نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی: "اے اللہ! میں نے ہمیشہ مسلمانوں کی خیر خواہی کی ہے، مجھے ڈر تھا کہ میرے بعد یہ کسی فتنے کا شکار نہ ہو جائیں، اس لیے میں نے وہ فیصلہ کیا جس کے بارے میں تُو مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ میں نے ان کے مشورے اور کافی سوچ بچار کے بعد ایک ایسے شخص کو خلیفہ مقرر کیا، جو نہ صرف ان میں سب سے زیادہ بہتر اور مضبوط ہے، بلکہ وہ ان کو جو نصیحت بھی کرتا ہے، اس پر سب سے پہلے خود عمل کرتا ہے۔

اے اللہ! اب میرے پاس تیرا حکم آن پہنچا ہے، پس تو میرے بعد ان کا نگران بن جا۔ بے شک یہ تیرے ہی بندے ہیں اور ان کی پیشانیاں تیرے ہی ہاتھ میں ہیں۔ اے اللہ! ان کے خلیفہ کی اصلاح فرما اور اسے اپنے ہدایت یافتہ خلفاء میں سے بنا، جو تیرے رسول محمد ﷺ اور ان کے طریقے پر چلنے والے نیک لوگوں کا راستہ اختیار کرے۔ اے اللہ! تو اس کی رعایا کو بھی سدھار اور ان کی اصلاح فرما۔"

(أبو بكر الصديق، علي الطنطاوي : ص 254)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جا کر گھر کی خبر لو

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے پوچھا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: جَمْرَة (انگارہ) آپ نے پوچھا: کس کے بیٹے ہو؟ اس نے جواب دیا: اِبْنُ شِهَابٍ (شعلے کا بیٹا) پھر پوچھا: کس قبیلے سے ہو؟ اس نے جواب دیا: مِنَ الْحُرَقَةِ بنوحرقہ (جلنے والوں) سے۔ انہوں نے دوبارہ سوال کیا: وہ کس قبیلے کی شاخ ہے؟ اس نے جواب دیا: مِنْ بَنِي ضِرَامٍ بنوضرام (شعلہ زنی) سے۔"

اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے رہن سہن کے متعلق تین چار سوال کیے اور وہ آدمی انہی الفاظ کے ساتھ جواب دیتا رہا جو آگ اور اس کے مترادفات کے ہم معنی تھے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوری معلومات لے لیں تو کہا: ہم آگ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اور فرمایا: اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ، مجھے لگتا ہے کہ آگ ان کے گھروں تک پہنچ چکی ہے۔ سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ جب وہ اپنے قبیلے کی طرف لوٹا تو واقعی آگ ان کے گھروں کو لپیٹ میں لے چکی تھی اس نے کوشش کر کے آگ بجھا دی۔ یہ درست اندازہ سیدنا عمر فاروق کی زبردست فراست کا نتیجہ ہے۔

(عبقرية عمر، ص:31)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قیمتی نصیحتیں

ایک روایت کے مطابق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب خلافت کی باگ ڈور سنبھالی، تو آپ نے لوگوں کو چند قیمتی نصیحتیں ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ مجھے اس حال میں نہ دیکھے کہ میں اپنے آپ کو ابوبکر صدیق کے برابر سمجھوں۔ اس کے بعد آپ منبر کی تین سیڑھیوں میں سے ایک سیڑھی نیچے آ گئے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: "قرآن کی تلاوت کثرت سے کیا کرو، اللہ اس کے ذریعے تمہیں دنیا میں عزت عطا فرمائے گا، اس کی تلاوت کیا کرو، تم اہل قرآن میں شامل ہو جاؤ گے۔ نیز اس سے پہلے کہ تمہارے اعمال کا وزن کیا جائے، تم خود ہی اپنے اعمال کا جائزہ لو۔ اس ہولناک دن کی تیاری کرو جس میں تمہیں اللہ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اس دن کوئی چیز بھی اللہ سے چھپی نہ رہ سکے گی۔

کسی کو اس کا حق دیتے وقت اللہ کی نافرمانی سے بچنا لازم ہے۔ میں اللہ کے اس عطا کردہ مسلمانوں کے مال میں اپنے آپ کو بالکل یتیم کی کفالت کرنے والے کی طرح سمجھتا ہوں۔ اگر میرے پاس کھانے کو ہوتا ہے، تو اللہ کے اس مال کو ہاتھ بھی نہیں لگاتا، اور اگر نہ ہو تو اس میں سے بقدرِ ضرورت ہی لیتا ہوں۔

(الدولة الإسلامية، للدكتور حمدي شاهين: ص 120)

سیدنا عمر فاروق کا انداز خطابت

سیدنا عمر فاروق زبردست خطیب اور عمدہ مقرر تھے۔ ایک اعلیٰ درجے کے خطیب میں جو صفات درکار ہوتی ہیں وہ سب کی سب سیدنا عمر فاروق میں موجود تھیں۔ آواز بلند اور پر رعب تھی، قد اتنا بلند تھا کہ زمین پر کھڑے ہوتے تو معلوم ہوتا تھا کہ منبر پر کھڑے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات جو خطیب کے کلام میں اثر پیدا کرتی ہے وہ یہ کہ خطیب یا مقرر جو کہہ رہا ہے اس کی اپنی عملی زندگی اس پر شہادت دیتی ہو۔ سیدنا عمر فاروق ایسے ہی تھے کہ جو نصیحت کسی کو کرتے پہلے خود اسے اپنی ذات پر نافذ کرتے۔

(الفاروق، ص:366)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیاسی حکمت عملی

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین بننے کے چند روز بعد منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اپنی خلافت کی حکمت عملی بیان کی۔ آئیے ان کے اس نہایت اہم خطاب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ انہوں نے حمد وثنا کے بعد سرور کائنات حضرت محمد ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے خصوصی تعلقات کا ذکر کیا اور کہا:

عہد فاروقی میں اسلامی ریاست کی حدود

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہدِ زریں میں اسلامی ریاست کی حدود مشرق میں دریائے جیحون اور سندھ تک مغرب میں افریقیہ اور صحرائے اعظم تک، شمال میں ایشیائے کوچک اور سرزمین آرمینیا تک اور جنوب میں نوبیہ (سوڈان) تک وسیع ہوگئیں۔ یوں تاریخِ عالم میں پہلی دفعہ ایک ایسی زبردست عالمی قوت معرضِ وجود میں آئی جس میں طرح طرح کے رنگ ونسل، ادیان، اقوام اور جداگانہ عادات کے بھانت بھانت کے لوگ پائے جاتے تھے۔ سب لوگ اسلام کے عادلانہ بلکہ کریمانہ نظام سے پوری طرح مطمئن تھے۔ اس دین حنیف نے مختلف عقائد، عادات اور طرح طرح کے ادیان کی موجودگی کے باوجود اپنی ریاست کے تمام باشندوں کے جملہ حقوق بلا امتیاز محفوظ کردیے تھے۔

(الدولة الإسلامية في عصر الخلفاء الراشدين، ص:231)

یہ دونوں عظیم المرتبت حضرات اپنی وفات تک مجھ سے راضی رہے؟ سامعین کرام! مجھے تمہارا خلیفہ بنایا گیا ہے۔ جان لو کہ میری شدت اور سختی میں نرمی آچکی ہے۔ ہاں! ظالم اور زیادتی کرنے والے پر میں ضرور سختی کروں گا۔ اگر میں نے کسی کو کسی پر ظلم و زیادتی کرتے ہوئے پایا تو اسے اپنے ظلم اور زیادتی کا حساب دینا ہوگا۔ جان لو! یہاں جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون نہیں چلے گا بلکہ میں ناتواں کو طاقت ور سے اُس کا حق لے کر دوں گا، ان شاء اللہ۔

جان لو کہ میں پاکدامن اور ناتواں افراد کے سامنے خود کو سرنگوں کردوں گا۔ لوگو! اگر تم مجھ میں کوئی کمی یا کوتاہی دیکھو تو میرا مؤاخذہ کر سکتے ہو۔ میں تمہارے خراج اور غنیمت کے اموال صرف اللہ کے راستے میں خرچ کروں گا۔ تم اس بات کا خیال رکھنا کہ میرے ہاتھوں ایک درہم بھی غلط جگہ خرچ نہ ہونے پائے۔ ان شاء اللہ میں تمہارے عطیات اور تنخواہوں میں اضافہ کرتا رہوں گا۔ تمہاری سرحدوں کی حفاظت کروں گا۔ میں کوئی ایسا قدم ہرگز نہیں اٹھاؤں گا جس کے باعث تم میں سے کسی کو نقصان پہنچے۔ میں بہت لمبے عرصے کے لیے سرحدوں پر کسی فوجی کی ڈیوٹی نہیں لگاؤں گا۔

(الإدارة العسكرية في عهد الفاروق: ص 106، والدولة الإسلامية، للدكتور حمدي شاهين: ص 120)

پہلا خطبہ خلافت

علامہ ابن سعد بیان کرتے ہیں: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بائیس جمادی الثانی 13ھ منگل کی رات کو فوت ہوئے۔ اسی دن صبح کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بطور خلیفہ خطبہ دیا۔

(طبقات ابن سعد: 3/ 49)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ خلافت میں سب سے پہلی بات یہ کہی:

اللَّهُمَّ إِنِّي شَدِيدٌ فَلَيِّنِّي، وَإِنِّي ضَعِيفٌ فَقَوِّنِي، وَإِنِّي بَخِيلٌ فَسَخِّنِي

''اے اللہ! میں بہت سخت ہوں، مجھے نرم کردے۔ کمزور ہوں، مجھے طاقت بخش دے۔ بخیل ہوں، مجھے سخی بنادے''۔

(مناقب أمير المؤمنين لابن الجوزي: 170، 171)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی طرف

اپنے دورِ خلافت میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ شام کے دورے پر تشریف لے گئے۔ قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہاں طاعون کی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ شام سے پہلے سرغ نامی مقام پر پہنچے تو عمالِ خلافت اور دیگر عہدے داروں نے آپ کا اور آپ کے ہمراہ جانے والے مہاجرین وانصار کا پرتپاک استقبال کیا۔

آپ نے وہاں احباب سے مشورہ طلب فرمایا کہ انہیں آگے بڑھنا چاہیے یا نہیں؟ اس بارے میں اختلاف رائے پیدا ہو گیا۔ دو گروہ بن گئے ایک کا کہنا تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نکلے ہیں آپ کو آگے بڑھنا چاہیے۔ کسی نے مشورہ دیا: یہ ایک آزمائش ہے، آپ خود کو ہلاکت میں نہ ڈالیے۔ اس کے بعد آپ نے قریشی مہاجرین کو، جو فتح مکہ میں شامل ہوئے تھے، اپنے پاس بلایا اور اُن کی رائے طلب فرمائی۔ انہوں نے متفقہ طور پر پلٹنے کا مشورہ دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان فرما دیا کہ ہم صبح واپس روانہ ہوں گے۔

اس موقع پر سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ يَا عُمَرُ؟

کیا آپ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگنا چاہتے ہیں؟

قحط والے سال آپ کا معمول تھا کہ عشاء کی نماز باجماعت ادا کرتے پھر گھر تشریف لے جاتے اور رات گئے تک نوافل کی ادائیگی اور اللہ کے آگے گریہ وزاری میں مصروف رہتے۔ آپ اپنی دعا میں فرماتے: ''اے اللہ میرے دور میں تو محمد ﷺ کی امت کو ہلاک نہ کرنا۔ اے اللہ! ہمیں قحط سالی سے ہلاک نہ کر اور رحم سے اس مصیبت کو دور فرما۔''

آپ کی انہی خوبیوں کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے آپ کے متعلق فرمایا:

أَشَدُّ أُمَّتِي فِي أَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ

''دین کے معاملے میں میری امت میں سب سے زیادہ مضبوط شخص عمر ہیں۔''

(الطبقات الكبرى: 3/220)

سیدنا عمر فاروق نے جواب میں عالمانہ شان سے فرمایا:

لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ! نَعَمْ! نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ إِلَى قَدَرِ اللّٰهِ

''ابوعبیدہ آپ جیسے عالم وفقیہ شخص کو تو ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔ ہاں، ہم اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اللہ تعالیٰ کی

تقدیر ہی کی طرف بھاگنا چاہتے ہیں۔'' یہ گفتگو اور مشورہ ابھی جاری تھا کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف بھی تشریف لے آئے۔ انہوں نے جب یہ گفتگو سنی تو کہنے لگے: اس مسئلہ میں میرے پاس بھی کتاب وسنت کا علم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

إِذَا سَمِعْتُمْ بِهٰذَا الْوَبَاءِ بِبَلَدٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ،

وَإِذَا وَقَعَ وَأَنْتُمْ بِهِ فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ

''اگر تم سنو کہ کسی شہر میں یہ وبا موجود ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر تم اس وبا کے پھوٹ پڑنے سے پہلے ہی وہاں موجود تھے تو وہاں سے راہِ فرار اختیار نہ کرو۔''

اس طرح وہ شام کے علاقے میں مزید آگے جانے سے رک گئے۔ (صحيح مسلم: 2219)

بادشاہ اور خلیفہ میں فرق

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اگر آپ نے کسی زمین کا خراج، خواہ وہ ایک درہم سے بھی کم ہو، لیا ہو اور پھر اُسے غلط مصرف میں خرچ کیا ہو تو آپ بادشاہ ہیں اور اگر ایسا نہ ہوا ہو تو پھر آپ خلیفہ ہیں۔ یہ سُن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے۔

(الشيخان أبو بكر الصديق وعمر بن الخطاب من رواية البلاذري: ص 256-257)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلی مساوات

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک دفعہ مدینہ اور اس کے ارد گرد قحط سالی ہوئی۔ ہوا چلتی تو ہر طرف خاک اڑتی نظر آتی۔ چنانچہ اس سال کو ''عام الرمادۃ'' یعنی خاک اڑنے کا سال کہا گیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ گھی، دودھ اور گوشت اُس وقت تک استعمال نہیں کریں گے جب تک لوگ پہلے جیسی زندگی پر نہ لوٹ آئیں۔ ایک دفعہ بازار میں گھی کا ایک ڈبہ اور دودھ کا کٹورا بکنے کے لیے آیا۔ کسی خادم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے یہ چیزیں چالیس (40) درہم میں خرید لیں اور عرض کیا: امیر المؤمنین! اللہ نے آپ کی قسم پوری فرما دی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ اجر سے نوازے! ہم نے آپ کے لیے یہ اشیائے خوردنی خریدی ہیں قبول فرمائیے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے میرے لیے اتنے مہنگے داموں یہ چیزیں کیوں خریدیں؟ جاؤ! انہیں صدقہ کر دو۔ میں کھانے میں اسراف ہرگز پسند نہیں کرتا، پھر فرمایا: مجھے عوام کے دکھ کا اس وقت تک صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا جب تک خود میں بھی انہی حالات سے نہ گزروں جن حالات سے عوام گزر رہے ہیں۔

پھر ایک موقع ایسا آیا کہ مہنگائی ہو گئی۔ خاص طور پر گھی مہنگا ہو گیا۔ لوگوں کو مہنگائی کا سامنا کرنا پڑا، عام لوگوں کے ساتھ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی گرانی کا مقابلہ کیا۔ انہوں نے گھی کھانا موقوف کر دیا۔ عام خوردنی تیل پر گزارا کرنے لگے۔ اس کے نتیجے میں ان کا پیٹ خراب ہو گیا۔ ایک دفعہ پیٹ سے گڑ گڑ کی آواز آئی تو پیٹ کو مخاطب کر کے فرمایا:

قَرْقِرْ أَوْلَا تَقَرْقَرْ، لَيْسَ لَكَ عِنْدَنَا غَيْرَ الزَّيْتِ حَتَّى يَحْيَا النَّاسُ۔

''تم گُڑ گُڑ کرو یا خاموش رہو، تم گھی مانگتے ہو گے۔ اللہ کی قسم! جب تک سب میری رعایا کے لوگ گھی نہ کھا سکیں گے تجھے بھی میسر نہیں ہوگا۔''

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف آپ کی بات سن کر وہاں سے نکل آئے۔ آپ روتے جاتے اور کہتے جاتے: ''اے عمر! تمہارے بعد لوگ برباد ہو جائیں گے، تمہارے بعد لوگ برباد ہو جائیں گے (یعنی لوگ آپ جیسی متوازن اور مثالی شخصیت کہاں سے لائیں گے)۔''

(مناقب أمير المؤمنين لابن الجوزي: ص 101) ، (الطبقات الكبرى: 3/218)

یہ مال تمہارے باپ کی کمائی کا نہیں

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قانون مساوات نہ صرف مدینہ میں نافذ کر رکھا تھا بلکہ پوری مملکت اسلامیہ میں تمام گورنروں کو یہی احکام دے رکھے تھے۔ یہاں تک کہ کھانے پینے کے سلسلے میں بھی یہی قانون سرکاری طور پر نافذ تھا۔

ایک مرتبہ جب عتبہ بن فرقد آذربائیجان کے حاکم بن کر وہاں پہنچے تو ان کے سامنے کھجور اور گھی سے تیار کردہ حلوہ پیش کیا گیا۔ انہوں نے کھایا اور اسے بہت عمدہ اور شیریں پایا۔ عتبہ کے دل میں خیال آیا: کیوں نہ ایسا اچھا حلوہ امیر المؤمنین کی خدمت میں ارسال کیا جائے۔ انہوں نے اس حلوے کے دو بڑے بڑے ٹوکرے تیار کرائے اور دو آدمیوں کی معیت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ فرما دیے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کھول کر دیکھا تو دریافت فرمایا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ گھی اور کھجور کا تیار شدہ حلوہ ہے۔ انہوں نے اسے چکھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کوئی عمدہ میٹھی چیز ہے۔ دریافت فرمایا: کیا وہاں سب لوگ گھروں میں ایسی ہی خوراک کھاتے ہیں؟ جواب دیا گیا: نہیں، اس پر آپ نے حکم دیا: اسے واپس بھیج دو، پھر عتبہ کے نام یہ تحریر لکھی:

فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ كَدِّ أَبِيكَ وَلَا مِنْ كَدِّ أُمِّكَ، أَشْبِعِ الْمُسْلِمِينَ مِمَّا تَشْبَعُ فِي رَحْلِكَ

یہ تمہارے والدین کا کمایا ہوا مال نہیں۔ تمہیں ایسی ہی خوراک استعمال کرنی چاہیے جو وہاں کے عام لوگوں کو میسر ہو۔

(مناقب أمير المؤمنين لابن الجوزي: ص 147)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ